

3913/1

شیخ عبدالحق محدث دہلوی
رحمۃ اللہ علیہ

حاصل ماستر

محمد عارف اللہ خان قادری مصباحی

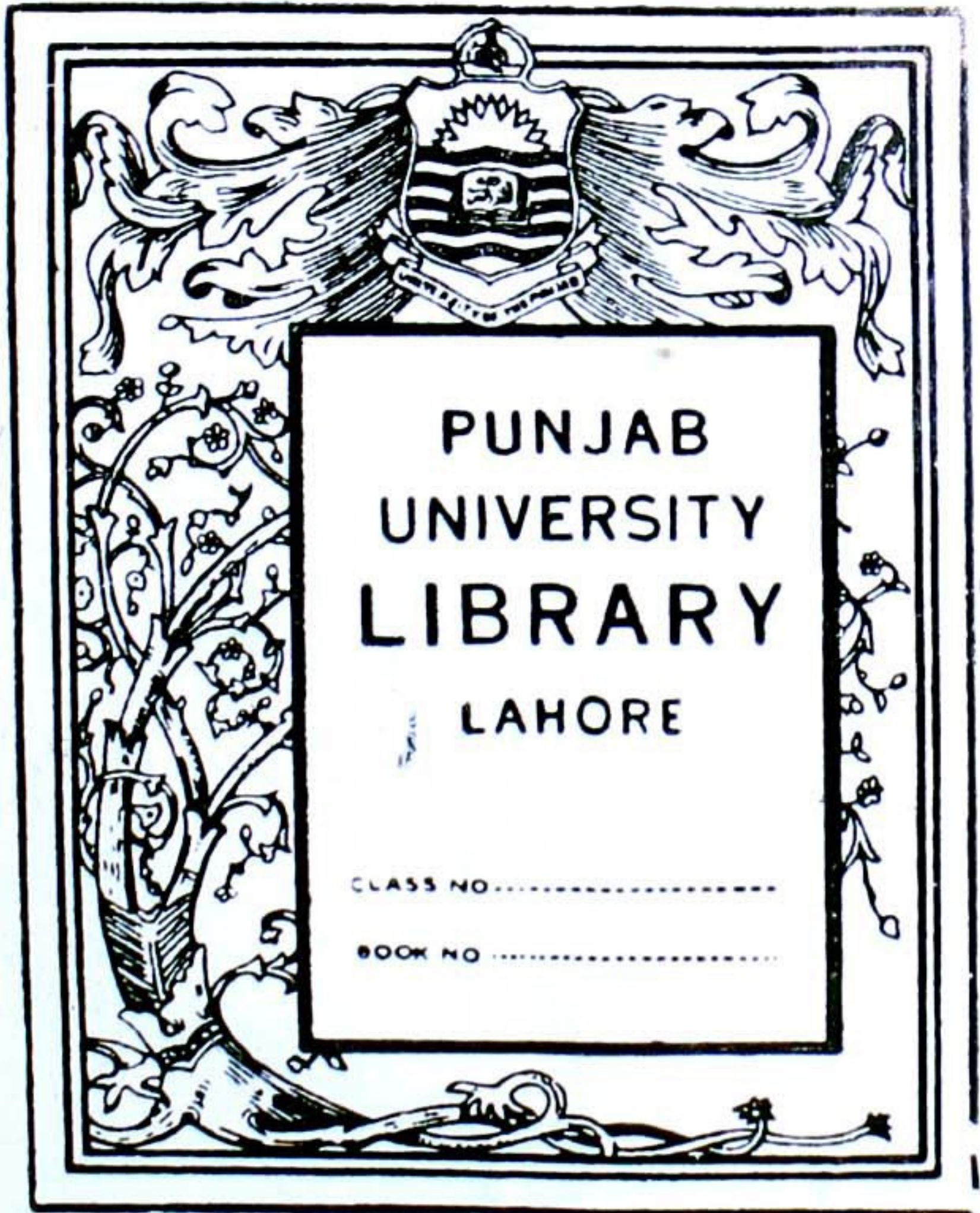


3913/1

مرکزی میجلیس رضا لاہور

ذخیرہ صاحبزادہ میاں گھمیل احمد شہر قیوڑی، نقشبندی مجددی

جو 2001ء میں میاں صاحب نے



S-369—Punjab University Press—10,000—29-1-2003

سلسلہ مطبوعات مرکزی مجلسِ رضا، ۳

3973/1

شیخ عبدالحق محدث دہلوی

قدس سرہ العسزیز

نظریات

خدمات

حیات

مولانا محمد عارف اللہ خان فتاویٰ مصباحی

مرکزی مجلسِ رضا (جٹوڈ) لاہور

شیخ عبدالحق محدث دہلوی	کتاب
محمد عارف اللہ خاں قادری مصباحی	مؤلف
رجب المرجب ۱۴۰۱ھ	طبع اول
کبائٹن پرنٹرز - لاہور	مطبع
مرکزی مجلس رضا (رجسٹرڈ) لاہور	ناشر
محمد رفیق مہر	کتابت
دعائے خیر بحق معاذین مرکزی مجلس رضا	ہدیہ

~~87168~~

87168

ملنے کا پتا

مرکزی مجلس رضا - نوری مسجد بالمقابل ایلو کے اسٹیشن لاہور

نوٹ:- بیرون جات کے حضرات پچاس پیسے کے ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

3913/1

نقشِ اول

عشق و عرفان کی دنیا میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ مہر درخشاں ہیں آپ کی ذات ستودہ صفات نے نہ صرف براعظم ایشیا کو علم و آگہی کی دولت سرمدی سے بہرہ ور کیا بلکہ عالم اسلام آپ کی گرانمایہ علمی خدمات سے مستفیض ہوا۔ آپ نہ صرف ایک سچے عاشقِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے ہیں بلکہ آپ عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک نامور مبلغ کے ناطے سے بھی شہرت رکھتے ہیں۔ آپ کو بارہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ اکابر صحابہ اور اہل بیت مصطفیٰ کی نامور شخصیات کے دیدار فیض بار سے متعدد دفعہ مشرف ہوئے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے نورانی قلم نے عربی و فارسی میں گلشنِ حدیث کی آبشاری اس انداز سے فرمائی کہ براعظم ایشیا میں پہلے محدث ہونے کی سعادت سے معروف ہوئے ذرا تصور تو کیجئے جب اس خطہ کی سرکاری و عوامی زبان فارسی ہوگی۔ اور علوم و فنون کی سرپرستی حکومت وقت اپنے لئے سعادت خیال کرتی ہوگی۔ ہر علم و فن کے ہزاروں ماہر موجود ہوں گے۔ اس علمی دور میں مسندِ حدیث پر حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کس شان سے بٹھتے ہوں گے۔ چونکہ صرف محض قال اللہ و قال الرسول ہی زبان پر لانے والے تھے بلکہ وہ روحِ حدیث کے بھی ثنا و را اور ایک ایک جزو پر عامل تھے۔ دشمنانِ رسولِ انام سے قلمی جہاد میں عالمِ اسلام کی قیادت جن عالی قدر

ہستیوں کے حصہ میں آئی ان میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی ذات بابرکات کا نام نمایاں نظر آتا ہے۔ ماضی قریب میں آپ کے اس مشن کو بام عروج تک پہنچانے میں حضرت علامہ شیخ محمد یوسف انجھانی اور امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہما الرحمۃ نے نمایاں کردار انجام دیا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنے وقت کے عظیم مجدد تھے۔ حضرت شیخ مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ آپ کے ہم عصر اور ہم مسلک تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے بدعات و منکرات کا توڑ کیا۔ مذہب پر جہانگیری گرفت کی مکروہ دیواریں منہدم کیں اور مکتوبات گرامیہ سے تبلیغی مشن کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے منہج حدیث کو زینت بخشی رستی دنیا کے لئے نامور تلامذہ کی فوج تیار کرنے کے ساتھ ساتھ شروح حدیث لکھ کر مسلمانوں کو عظیم علمی سرمایہ کا وارث بنایا۔ آپ کے بعد بر اعظم ایشیا میں شہرت پانے والے محدثین آپ ہی کے فیوض و برکات کا ثمرہ تھے۔ آپ نے اپنی علمی و قلمی خدمات سے سیرت و کردار کے جہاں آباد کئے۔ تصوف و احسان کی راہیں آسان کیں۔ علوم و فنون کے ذخیرے تقسیم کئے۔

آج انہی کی یاد تازہ کی جا رہی ہے۔ آپ کی بند پایہ اور ناقابل فراموش شخصیت پر حضرت مولانا محمد عارف اللہ قادری زید مجدہ نے ایک نہایت جاندار مقالہ لکھا جسے پاک و ہند کے ممتاز علماء نے بنظر استحسان دیکھا۔ مرکزی مجلس رضا کے ارباب حل و عقد نے اسے بڑی اہمیت دی۔ مجلس شوریٰ نے اس کی اشاعت کا فیصلہ کیا جس نے اتفاقاً کہ محترم جناب سید اعجاز احمد صاحب مالک فرید بکسٹال لاہور نے مقالہ کی اہمیت کے پیش نظر مستقل اشاعت کی حامی بھری۔

جناب سید اعجاز احمد صاحب ایک ایسے راسخ العقیدہ انسان ہیں جن کے

دل میں سنیت کی تبلیغ کا بے پناہ جذبہ پایا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ موصوف نے اپنے ادارہ سے ایسی کتب کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا ہے جن سے مسلک کی نمایاں ترجمانی ہوتی ہو۔ خاص و عام فائدہ اٹھائیں اور پڑھے لکھے طبقہ میں انفرادی خوبیوں کے باعث قبولیت پائیں۔ چنانچہ آپ نے ایک قلیل مدت میں سلطان الوعظین حضرت مولانا الحاج ابوالنور محمد بشیر احمد صاحب کوٹلی لوہاراں کی جملہ تصانیف بڑے خوبصورت انداز میں شائع کر کے اپنے مکتبہ کو ناشرین کی پہلی صف میں بڑی کامیابی سے لے آئے ہیں۔ ان کی محنت، حسن کارکردگی اور اشاعت کی نمایاں خوبیوں کا یگانے بیگانے اعتراف کرنے پر مجبور ہیں۔ یہ ان کی بلند ہمتی اور عالی حوصلگی کی نشانی ہے۔ ورنہ بیک وقت بیسیوں کتابوں کا مارکیٹ میں لانا مشکل ترین امر تھا۔

جناب سید اعجاز احمد کے ذوق اشاعت کی بات جب نوک قلم پر بشارتِ عظمیٰ آہی گئی ہے تو ایک ایمان افروز بشارت کا سنانا بھی ضروری ہے وہ یہ کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی شہرہ آفاق اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ کامل چار جلد فارسی سے اردو میں منتقل ہو کر بہت جلد مارکیٹ میں آ رہی ہے۔ اس نہایت مستند اور تاریخی شرح کا اردو ترجمہ حضرت مولانا علامہ محمد سعید صاحب نقشبندی خطیب اعظم جامع مسجد حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کرچکے ہیں۔ پہلا حصہ چند روز تک شائع ہو چاہتا ہے۔ باقی حصص کی کتابت جاری ہے۔ انشاء اللہ العزیز حضرت داتا گنج بخش لاہور اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہما الرحمۃ کی نگاہ خصوصی سے عاشقانِ مصطفیٰ کے لئے یہ ترجمہ سرمایہ افتخار ہوگا۔ اسلام و سنیت کی اس عظیم خدمات انجام دینے پر ہم ناشر و مترجم کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔

عرف اس مختصر مگر جامع تصنیف کے جواں سال مصنف مولانا محمد عارف اللہ صاحب قادری فاضل الجامعۃ الاشرافیہ مبارک کی خدمت میں خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ جنہوں نے اپنے راہوار قلم کو حضرت شیخ عبدالحمق دہلوی ایسی باکرامت شخصیت کے دیدار سے چلانے کی سعی مسعود فرمائی اور بڑی کامیابی کے ساتھ اس موضوع پر پورے اترے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ موصوف قلمی میدان میں بڑی خوبصورتی سے نام پیدا کریں گے اور جہاں کہیں بھی الجھن پیدا ہوتی نظر آئے گی۔ وہاں حضرت محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی روحانی قوت اپنے اس عاشق صادق کی یقیناً رہنمائی فرمائے گی۔

مولانا محمد عارف اللہ قادری اگر اپنے اساتذہ کرام خصوصاً حضرت مولانا محمد احمد صاحب اعظمی مصباحی، علامہ یسین اختر اعظمی، مولانا افتخار احمد قادری، مولانا محمد عبدالمبین نعمانی، اراکین الجمع الاسلامی کے علمی و قلمی جواہر پاروں سے استفادہ کرتے رہے تو بہت جلد کنہہ مشق مصنفین کی صف میں شمار ہوں گے۔ انشاء اللہ العزیز

دعا ہے اللہ تعالیٰ مرکزی مجلس رضا۔ ناشر، مصنف اور جملہ معاونین کرام کو قلمی جہاد میں کامیابی و کامرانی عطا فرماتا رہے اور یہ سلسلہ تبلیغ جاری و ساری رہے۔

امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہم و آلہم و صحبہم اجمعین۔

محمد نشاۃ البش قصوی

رکن مجلس عاملہ پاکستان سنی رائٹرز گلڈ لاہور

پیش لفظ

حَامِدًا اَوْ مُسَلِّيًا

بِسْمِہِ سُبْحَانَہٗ،

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ (۱۷۵۸ھ/۱۸۰۵ء) کی شخصیت اپنے علم و عرفان اور عظیم تجدیدی و تصنیفی خدمات کے باعث بڑی ہی قد آور اور بلند و بالا ہے۔ ان کی حیات و خدمات پر کئی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ مگر موجودہ سوانحات میں ایسے معتقدات و نظریات پر سیر حاصل گفتگو نہیں ملتی۔ حالانکہ کسی بھی شخصیت کا مکمل تعارف اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ اس کے نظریات کی بھی واضح نشاندہی کر دی جائے۔

۴۰۰ زنگرامی مولوی محمد عارف اللہ قادری زید مجدہ نے جب شیخ محقق کی حیات و خدمات پر ایک مختصر مضمون ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور کے لیے لکھا تو میں نے حصہ معتقدات کے اضافے کا مشورہ دیا۔

میرے خیال میں یہی اضافہ مضمون کی عام مقبولیت کا سبب ہوا۔ میرے متعدد احباب مثلاً مولانا الحاج محمد مشتاق صاحب قسومی، مولانا عبدالبین نعمانی، مولانا محمد الیوب اسحاق منظر حق، مانڈہ وغیرہم نے اس کی تحسین فرمائی۔ خصوصاً مولانا عبدالبین صاحب نعمانی نے تو اس قدر پسند کیا کہ اسے کتابی شکل میں دینے کیلئے پیہم تقاضے کئے۔ آخر انہیں کی کوششوں سے اس کی اشاعت عمل میں آئی۔ اس لیے اپنی دعاؤں میں مولف عزیز اور راتم کے ساتھ برادر موصوف کو نہ بھولیں۔ حصہ معتقدات میں ابھی اضافے کی کافی گنجائش ہے۔ اگر آپ نے مولف کی قدر دانی و محبت افزائی فرمائی تو مجھے امید ہے کہ وہ اس میں اضافے اور مزید تصنیف و تالیف کی طرف توجہ کر کے دین متین کی نمایاں خدمات انجام دے سکیں گے۔ واللہ الموفق وهو خیر معین

محمد احمد الاعظمی المصباحی رکن المجمع الاسلامی مبارکپور
صدر المدین مدرسہ فیض العلوم محمد آباد اعظم گڑھ

بھیرہ - ولید پور - اعظم گڑھ

دھند ۱۴۰۰ھ بمطابق ۲۴ جنوری ۱۹۸۰ء

حیات

بِسْمِہِ سُبْحَانَہِ تَعَالٰی
الْحَمْدُ لِہِ وَ الصَّلٰوۃُ عَلٰی نَبِیِّہِ وَ عَلٰی آلِہِ وَ جُودِہِ

الف ثانی کے مجددین میں سرفہرست شیخ احمد بن عبدالاحد فاروقی مجدد الف ثانی

علیہ الرحمہ (م ۱۰۳۴ھ) کا نام نامی آتا ہے۔ جن کی شان تجدید و احیاء دین کی جلالت ایوانِ حکومت سے لے کر جیل کی چار دیواریوں اور عوام کی مجالس تک ہر جگہ ظاہر ہوئی۔

مگر اسی گیارہویں صدی میں حضرت شیخ عبداللہ بن سیف الدین محدث دہلوی علیہ السلام کی ذات گرامی بھی ہے جن کی تصنیفات نے دین متین کے احیاء و تجدید میں عظیم خدمات انجام دی ہیں۔ ان کی عالمانہ و صوفیانہ زندگی کتنے طالبان حقیقت کے لیے دلیلِ راہ بنی اور ان کی جلیل شان تصانیف نے کتنے گم گشتگانِ راہ کو جامِ ہدایت سے سیراب کیا۔

آج بھی ان کی ذات گرامی عالمِ اسلام کی مسلمہ شخصیت اور ان کے رشحاتِ قلم علمائے دین کا مرجع اور مستند ذخیرہ ہیں۔

اسی تادیرہ روزگار شخصیت کی حیات۔ خدمات اور اعتقادات۔ پر ایک مختصر کوشش چند اوراق میں پیش کی جا رہی ہے۔



شیخ کے مورث اعلیٰ آغا محمد ترک بخارا کے رہنے والے تھے۔ تیسری ہویں
 صدی عیسوی میں جب مغلوں نے اپنی وحشت و بربریت کا مظاہرہ کیا
 تو آپ وطن کی خراب فضا سے بددل ہو کر ترکوں کی ایک جماعت کے ساتھ ہندوستان تشریف
 لائے۔ یہ سلطان علاء الدین خلجی ۶۱۲۹ھ / ۱۳۱۶ء کا زمانہ تھا۔ سلطان نے آپ کی بڑی
 عزت افزائی کی اور اعلیٰ عہدوں پر فائز کیا۔ اسی دوران میں گجرات کی مہم پیش آگئی جس کی وجہ
 سے آپ کو گجرات جانا پڑا فتح کے بعد وہیں قیام پذیر ہو گئے۔ اللہ نے آپ کو بے شمار
 نعمتوں سے نوازا تھا ایک سو ایک بیٹے تھے لیکن ایک ہولناک سانحہ پیش آیا۔ متوڑ کے
 انتقال کر گئے سب سے بڑے صاحبزادے معز الدین بچے۔ آپ اپنے والد کے ہمراہ دہلی
 آ گئے۔ اخبار الاخیار سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان غیاث الدین تغلق (۶۱۳۲ھ - ۱۳۲۵ء)
 کے عہد تک گجرات رہے تھے۔ سلطان محمد بن تغلق کے زمانے میں انتقال ہوا۔ ملک
 معز الدین سے اس خاندان کا سلسلہ جاری ہوا۔ آپ کے فرزند شیخ موسیٰ نے بڑی شہرت
 و ناموری حاصل کی۔ یہ فیروز شاہ کا زمانہ تھا لیکن فیروز شاہ (المتوفی ۶۱۳۸ھ) کے انتقال کے
 بعد ملک میں بڑی بد نظمی پھیل گئی اور حالات نے ایسی خطرناک صورت اختیار کر لی کہ آپ کو
 مجبوراً دہلی چھوڑ کر ماوراء النہر کا رخ کرنا پڑا لیکن زیادہ دن وہاں نہ ٹھہر سکے۔ جب تیمور
 (۶۱۳۹ھ) نے ہندوستان پر حملہ کیا تو آپ اس کی فوجوں کے ساتھ پھر دہلی تشریف لائے۔
 شیخ موسیٰ کے کئی بیٹے تھے لیکن شیخ فیروز سب سے امتیازی حیثیت کے مالک تھے آپ
 کو سپہ گری اور شعر و شاعری میں کمال حاصل تھا۔ ۸۶۰ھ میں شیخ فیروز بہرائچ کے کسی محلے
 میں شہید ہو گئے۔ ان کی پوری حاملہ تھیں۔ کچھ دنوں بعد ایک فیروز بخت صاحبزادے
 تولد ہوئے جن کا نام سعد اللہ تھا۔ ان میں بھی باپ کے تمام خصائل موجود تھے۔ شیخ محمد
 کنگن کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ آپ کا ۲۲ ربیع الاول ۹۲۸ھ مطابق ۱۵۲۱ء کو
 وصال ہو گیا۔ آپ کے دو بیٹے تھے شیخ رزق اللہ اور شیخ سیف الدین دونوں کو مشقِ الہی

کا بے پناہ جذبہ ورثہ میں ملا تھا۔

شیخ کے والد مولانا سیف الدین ۹۲۰ھ مطابق ۱۵۱۳ء
شیخ کے والد ماجد کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ اللہ نے انہیں بے پناہ صلاحیتوں

سے نوازا تھا۔ صاحبِ دل بزرگ اور مایہ ناز شاعر اور بذلہ شیخ بھی تھے۔ آپ کا تخلص
 نام کی نسبت سے سینفی تھا۔ مثنوی سلسلۃ الوصال جو پانچ سوا شعار پر مشتمل ہے، ایک
 دن میں لکھی پیر کا نام عبد الملک اور لقب امان اللہ تھا۔ پیر کے وصال کے بعد شیخ
 امان کی خدمت میں حاضر رہنے لگے اور وہیں خلافت سے بھی نوازے گئے۔

وصال سے پہلے آپ نے کچھ کلمات اور اشعار لکھ کر کفن کے ساتھ رکھنے کی تاکید
 فرمائی تھی جب وصال کا وقت بالکل قریب آ گیا تو بجائے خوف و ہراس کے ذوق و
 شوق پیدا ہو گیا جس طرح ایک عاشق صادق اپنے معشوق کی ملاقات کے لیے بے چین اور
 انتہائی مشتاق رہتا ہے۔ ۲۷ شعبان ۹۹۰ھ - ۱۵۸۲ء کو آپ کا وصال ہوا۔

ماہ محرم ۹۵۸ھ مطابق ۱۵۵۱ء میں شیخ کی
شیخ محمد عبد الحق کی ولادت ولادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم و تربیت والد

ماجد کے زیر سایہ رہ کر حاصل کی والد نے آپ کے اخلاق و عادات اور خیالات کی تربیت
 میں خاص اہتمام فرمایا۔ اس کی شہادت شیخ کی زبانی زیادہ مناسب ہے۔

شب و روز در کنار مرحمت و جوارِ عنایت ایشان تربیت می یافتم ارات
 دن میں ان کی آغوشِ مرحمت اور جوارِ عنایت میں تربیت حاصل کرتا تھا اور اخبار الانبیار

۳۱ -

سب سے پہلے قرآن شریف شروع کرایا۔ دو تین مہینہ میں اپنی خداداد ذہانت و
 فطانت سے پورا قرآن پڑھ لیا پھر لکھنے کی طرف توجہ مبذول فرمائی اور اسے حیرت انگیز
 طور پر قایل مدت میں سیکھ ہی نہیں لیا بلکہ کتابت میں بے مثال ہو گئے۔ اس کی گواہی محدث

صاحب ہی کی زبانی سینے۔

”دراندک مدت شاید اگر مقدار ایک تھوڑی مدت میں اگر ایک ماہ متعین کروں

ماہ تعین کنم دروغ نہ گفته باشم“ تو غلط نہ ہوگا۔ (اخبار الاخبار ص ۳۱۱)

اسی سے ظاہر ہے کہ جو ایام طفلی میں اس قدر ذہین ہو اس کا عقول شباب میں کیا عالم ہوگا لیکن آپ اس کا اصلی سبب اپنے والد کو قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ۔
ہرچہ بہت اثر توجہ و عنایت ایشان جو کچھ ہے آپ کی توجہ و عنایت کا اثر
ست۔ (ایضاً) ہے۔

آپ حافظ بھی تھے اور اتنی قلیل مدت میں حفظ سے فراغت حاصل کی تھی کہ آج حیرت انگیز معلوم ہوتا ہے۔ آپ نے ایک سال یا کچھ زیادہ مہینوں میں حفظ کر لیا۔ حفظ قرآن کے بعد علوم اسلامیہ کی طرف توجہ کی اور عربی صرف کی پہلی کتاب میزان الصرف پڑھنا شروع کی اور مصباح و کافیہ تک خود والد صاحب کے زیر سایہ تعلیم حاصل کی بارہ تیرہ برس میں شرح عقاید اور شرح شمس پڑھ لی۔ پندرہ سال کی عمر میں مختصر و مطول سے فارغ ہو گئے۔ حصول علم کا جذبہ اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ ہر وقت مطالعہ و کتب بینی میں متغرق رہتے۔ اگر کوئی مفید علمی کتاب دستیاب ہو جاتی تو پوری دیکھے بغیر نہ رہتے اور جب تک بذات خود نہ حل کر لیتے تب تک اسی میں مہمک رہتے۔ حتیٰ کہ استاد سے پوچھنے کی حاجت باقی نہ رہتی۔ ہر کتاب کے متن و حاشیہ سے مکمل استفادہ کرتے۔ خود فرماتے ہیں کہ ایام طفولیت ہی سے مجھے لہو و لعب پسند نہیں رہا اگر ماں باپ کچھ دیر کھیلنے کے لیے کہتے تو عرض کرتے میری تفریح تو اسی پڑھنے لکھنے میں ہے۔

مطالعہ میں مشغولیت کا یہ عالم رہتا کہ بارہا سر کے بال اور عامے جل گئے۔ اور آپ کو مطلق خبر بھی نہ ہوتی آپ جس مدرسہ میں تعلیم حاصل کر رہے تھے وہ مکان سے دو میل کے فاصلے پر واقع تھا۔ وقت سے پہلے ہی مدرسہ روانہ ہو جاتے دوپہر کے وقفہ میں بھی آتے

تھے اور کھانے کے بعد مدرسہ پہلے جاتے تھے اس طرح آٹھ میل کی طویل مسافت پیدل طے کرتے تھے گرمی کی تیز دند اور ٹھنڈا دینے والی ہوا ہوا سخت سردی ہر موسم وقت پر مدرسہ پہنچ جاتے۔

آپ نے عربی و فارسی میں کامل و سنگاہ حاصل کر لینے کے بعد علمائے ماوراء النہر سے استفادہ کیا اور اسی دوران میں بھی ویسی ہی محنت کرتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے جس فن کی طرف توجہ کی اس میں اپنی قابلیت و صلاحیت کا سکہ بٹھا دیا۔ چنانچہ آپ کو منطق و فلسفہ جیسے فنون میں بھی دستگاہ حاصل تھی۔ آپ کے اساتذہ بھی آپ کی جوت سچ اور ذہانت کا اعتراف اس طرح کرتے ہیں۔

”ما از تو مستفیدیم و بار بار بر تو نقتے ہم تم سے مستفید ہیں اور ہمارا تم پر کوئی نیست“ (اخبار الایجاد ص ۳۱۲) احسان نہیں۔

والد چونکہ صاحب تصوف بزرگ تھے اور انہی سے شیخ نے اسرار تصوف بھی حاصل کیے تھے، اس لیے ان پر تصوف کا غلبہ زیادہ رہا۔ آپ کے والد وحدت الوجود کے نکتے سے قائل تھے آپ نے مشد وحدت کے متعلق معلومات کے گنج گرانمایہ بھی آپ ہی سے حاصل کیے۔ آپ کو عہد طفولیت ہی سے نماز و روزہ اور اراد و وظائف کی تعلیم مل چکی تھی۔ جوان ہونے پر یہ شغف ایک حد تک بڑھ گیا۔

تحصیل علم سے فراغت کے بعد آپ نے حجاز مقدس کا سفر فرمایا اس وقت اکبر کا زمانہ تھا۔ لادینیت پھیل چکی تھی۔ علمائے سود اکبر کے خود ساختہ دین کی حمایت میں مسلمانوں کو گمراہ اور بے دین کر رہے تھے۔ خدا کے نیک بندوں کو گوشہ تنہائی میں بھی سکون نصیب نہ تھا ان حالات سے عاجز اگر بہت سے علماء و مشائخ نے ترک وطن ہی مناسب سمجھا۔ آپ نے بھی یہاں کے حالات کا بغور اندازہ کر لیا تھا اور کسی حد تک مایوس بھی ہو گئے تھے سفر حجاز اس لیے ۹۹۶ھ مطابق ۱۵۸۷ء کو اڑتیس برس کی عمر میں مالوہ ہوتے

ہوئے احمد آباد پہنچے۔

پہنچنے پر معلوم ہوا کہ حجاز جانے کا موسم ختم ہو چکا ہے اس لیے وہیں رک گئے۔ اس وقت گجرات میں حضرت وحیہ الدین رحمۃ اللہ علیہ مرجع انام بزرگ تھے آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ جاری کر رکھا تھا اور بہت سی متداول اور قابل اعتماد کتابوں کے محنتی بھی تھے آپ نے ان سے سلسلہ عالیہ قادریہ کے کچھ انکار و اشتغال حاصل کئے۔ ایک سال تک وہیں قیام رہا۔ احمد آباد میں آپ کے قریبی دوست مرزا نظام الدین نے زاد راہ کا انتظام کیا اور کچھ مہینہ پہلے ہی حجاز کے لیے روانہ ہو گئے۔

حجاز مقدس رمضان سے قبل ہی پہنچ گئے تھے چنانچہ ۱۲۹۶ھ تک انہوں نے مکہ معظمہ کے محدثین سے صحیح مسلم اور صحیح بخاری کا درس لیا۔ پھر شیخ متقی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہیں مشکوٰۃ شریف کا درس لینا شروع کیا ۲۳ ربیع الثانی ۱۲۹۶ھ کو شیخ عبدالوہاب متقی کی اجازت سے مدینہ شریف حاضر ہوئے۔ وہاں سے واپس آکر مشکوٰۃ کا درس پورا کیا شیخ عبدالوہاب متقی نے اطمینان کیا۔ پھر عرم شریف کے ایک حجرے میں ریاضت کے لیے بٹھادیا شیخ بذات خود آپ کی نگرانی فرماتے جب خلوت کدہ سے فارغ ہوئے تو شیخ سے مسلم شریف کی قرأت کی اجازت چاہی آپ نے اجازت دی اور فرمایا۔

» اکنوں عزیمت ہندوستان بکنید «

» اب ہندوستان کا عزم کرو «

آپ نے حجاز نہ چھوڑنے کا ارادہ ظاہر فرمایا لیکن شیخ متقی کے پیہم اصرار اور تقاضے کی بناء پر آپ واپس آئے۔ چلتے وقت شیخ متقی نے حضرت غوث اعظم علیہ الرحمہ کا ایک پیر بن مبارک بھی عطا فرمایا تھا۔

آپ نے حجاز سے واپس آتے ہی درس و تدریس کا سلسلہ جاری درس و تدریس کیا اور یہ آخری عمر تک جاری رہا۔ آپ کا مدرسہ ہندوستان گیر شہرت کا حامل تھا اور ایسے اشخاصی دور میں قائم ہوا تھا جب کہ ہر طرف بدعات و

منکرات کا دور دورہ تھا۔ بارہا مخالف طاقتیں مدرسہ کے بام دور سے ٹکرائیں لیکن آپ کے پائے ثبات میں ذرا بھی لغزش نہ آئی۔

آپ کے اندر شروع ہی سے تصوف کا رنگ غالب تھا اور کیوں نہ تصوف ہو۔ والد کی متصوفانہ صحبت جو پائی تھی۔

ملا عبد القادر لکھتے ہیں کہ:-

”در تصوف رتبه بلند دارد“
تصوف میں بلند رتبہ ہیں (منتخب التواریخ)
غانی خاں نے لکھا ہے۔

در صلاح و تقویٰ کہ لازم علم با عمل
است ممتاز بود۔ در ادائے فرائض و
سنن تا دم واپس دقیقہ فرود گذاشت
نہ نمود۔ (منتخب اللباب ص ۲۴۰)

آپ علوم باطنی کا انکشاف نہ فرماتے تھے بلکہ اسے پردہ اخفا ہی میں رکھنا پسند کرتے تھے۔

ملا عبد القادر کا بیان ہے۔

”ستر حال خویش بافاوہ و استفادہ علوم ربیہ
می کند“ (منتخب التواریخ ج ۲ ص ۱۱۲)

علوم مردوبہ سیکھنے سکھانے کی مشغولیت سے اپنے
حال ولایت کی پردہ داری کرتے ہیں۔

سب سے پہلے شیخ نے اپنے والد سے بیعت کی۔ خود ہی فرماتے

بیعت ہیں۔

”والدم را بر من حق پدری و استادی
و دوستی و پیری جمع است“ (وصیت نامہ)

میرے والد کے میرے اوپر پدری، استادی

دوستی اور پیری سبھی حقوق جمع ہیں۔

اس کے بعد والد نے حکم دیا کہ حضرت موسیٰ گیلانی کے حلقہ مریدین میں شامل ہو

جاؤ۔ سعید فرزند نے حکم کی تعمیل کی۔ سید موسیٰ گیلانی سلسلہ عالیہ قادریہ کے بزرگ تھے اور
 سید عبدالحامد معروف بہ حامد گنج بخش رامتونی ^{۱۷۹۵ھ} - ^{۱۸۵۷ھ} کے فرزند ارجمند تھے،
 حضرت موسیٰ گیلانی نے شیخ کے ساتھ غایت درجہ لطف و کرم فرمایا اور خلافت سے
 نوازا شیخ نے لکھا ہے۔ !

”غایت محبت بمن داشت و مرا
 بفرزند ہی قبول کرد و ملقین نمود و خلافت
 مجھ سے بڑی محبت رکھتے۔ مجھے اپنی فرزند
 میں قبول کیا، تعلیم دی اور خلافت
 عطا کی۔“

سید موسیٰ گیلانی سے شرف یابی کے بعد آپ نے مکہ کا سفر کیا، آگے انہیں کی زبانی

سنئے !
 ”بعد شرف یابی از سید موسیٰ گیلانی بہ مکہ رفتم و بہ خدمت شیخ ولی اجل داعی و
 اکرم قطب الوقت عبدالوہاب متقی رضی اللہ عنہ مشرف شدم، وے تیز قبول کرد و
 علم ظاہر و باطن تربیت فرمود وے در انتساب قادری و در سلوک و ارشاد شاذلی
 و از سلسلہ مدینہ و چشتیہ کہ از راہ بالا بجانب ولایت ماب شیخ مود و چشتی می رسد نیز
 خلافت داشت مرا نیز بخلافت این سلاسل مشرف گردانید“

سید موسیٰ گیلانی سے مشرف ہو کر میں مکہ گیا۔ اور نہایت بزرگ اور عزیز و کریم ولی
 قطب الوقت شیخ عبدالوہاب متقی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کاشرف حاصل کیا۔
 انہوں نے علوم ظاہر و باطن کی تعلیم فرمائی، انہیں سلسلہ قادریہ اور سلوک و ارشاد شاذلی
 اور سلسلہ مدینہ و چشتیہ میں رجوع و پر سے شیخ مود و چشتی کی جانب پہنچتا ہے، خلافت
 حاصل تھی، مجھے بھی ان سلاسل کی خلافت سے نوازا۔

پھر جب ہندوستان واپس آئے تو خواجہ محمد باقی کی خدمت میں شرف یابی کا موقع ملا
 اور انہیں کے پاس نقشبندی طریقتہ خواجگان کی مشق کی ان سے بیعت بھی کی اس طرح آپ

کو مندرجہ ذیل سلاسل سے تعلق حاصل تھا۔

قادریہ، چشتیہ، اشرفیہ، مدینہ، نقشبندیہ۔

لیکن آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ سے خصوصی لگاؤ تھا۔ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ حضور
غوث پاک نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اشارے پر مجھے خواب میں مرید
بھی فرمایا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بزبان فارسی ارشاد فرمایا تھا: "بزرگِ خواہی شدت"
ایک کتاب میں اپنے فرزند مولانا شیخ نورالحق شارح بخاری شریف کے نام
لکھتے ہیں۔

”مرجع و ماوانی فقیران سید کائنات و خلاصہ موجودات است علیہ افضل الصلوات و
اکمل التحیات بوسیلہ حضرت پیر دستگیر غریب نواز شکتہ پرور غوث الثقلین شیخ محی الدین
عبدالقادر جیلانی“

فقیر کا مرجع و ماوانی حضرت پیر دستگیر غریب نواز شکتہ پرور غوث الثقلین شیخ
محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے سید کائنات، خلاصہ موجودات علیہ
افضل الصلوات و اکمل التحیات ہیں۔

شیخ محدث کی خود دار طبیعت مبالغہ آرائی
اور مدح و ثناء سے بالکل بے نیاز تھی۔ شیخ فرید
شاہان وقت اور شیخ محدث
کو لکھتے ہیں۔

در حفظ مراسم مدح و تعظیم و بیان شوق و محبت بر جادہ و وسط و اعتدال ایستادن
و از دائرہ احتیاط و نفس الامر بیرون نیفتادن، در قنایت و شواری است اگر براہ مبالغہ
در مدح و ثناء رود تا مراد خلیفہ عرف و عادت عاقل بود، و اگر برود عزمیت دین و صولت
یقین باطل شود، اسے کاش این رسم و عادات در عالم نبودے۔ رالمکاتیب و الرسائل
پر حاشیہ اخبار الاخبار،

تعریف و تعظیم کے مراسم کی حفاظت اور شوق و محبت کے بیان میں راہ اعتدال پر قائم رہنا اور احتیاط و واقعیت کے دائرہ سے باہر قدم نہ رکھنا نہایت مشکل ہے اگر تعریف و توصیف میں مبالغہ کی راہ اختیار نہ کرے۔

اور اگر اختیار کرے تو دینی عزیت اور یقین کی سطوت رنست ہونی ہے۔ اے کائنات!

عالم میں یہ رسم و عادت نہ ہوتی۔

اکبر کی موت کے بعد جب اس کا بیٹا نور الدین جہانگیر تخت نشین ہوا تو آپ نے بادشاہ سے بھی تعلق قائم فرمایا۔ چنانچہ آپ نے بادشاہ کے فرائض اور پابندیوں سے متعلق ایک رسالہ لکھا بعد میں ایک رسالہ جو چالیس احادیث پر مشتمل تھا خاص بادشاہ کے لئے تصنیف فرمایا۔

۲۱ ربیع الاول ۵۲ھ کو چورانوے سال کی عمر میں یہ بادشاہ علم و فضل بہت

وصال کے لیے بیٹھی نیند سو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

شیخ نے وصیت نامہ میں تحریر فرمایا۔

”دعا و تمنائے فقیر از درگاہ الہی

ست اللہ از رقتی شہادۃً فی سبیلک

و اجعل موتی بیکد رسولک اگر

ایں دعا قبول افتاد، پیچ حاجت بوجہت

نیت و اگر دریں جا اجل رسید

بالائے حوض شمس کہ جائے پا کاں و

مغفوراں ست دفن کنند۔“

دفن کریں۔

بارگاہ الہی سے فقیر کی دعا و تمنا یہ ہے کہ

اے اللہ مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب

فرما اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر

مبارک میں موت دے اگر یہ دعا قبول

ہوگئی تو دوست کی کوئی ضرورت نہیں اور

اگر اسی جگہ موت آجائے تو حوض شمس کے

اوپر جو نیکیوں اور مغفوروں کی جگہ ہے

قبر کو وسیع کرنے کی ہدایت کی اور حد اعتدال سے نہ تجاوز نہ کرنے کی تاکید فرمائی۔

قراتے ہیں۔

قبر وسیع بکنند تجا و ترازا اعتدال و
درودن قبر گنج نہ کنند، و دیوار ہائے
او بنحشت خام بر آرند و بہ دیوار بالیں
طاق بسازند و شجر ہائے پیراں دراں
نہند۔" (وصیت نامہ)

قبر کو وسیع کریں۔ حد اعتدال سے تجاوز
اور قبر کے اندر گنج نہ کریں اور اسکی دیواریں
کچی اینٹ سے اور تھک لائیں اور ادپری
دیوار میں ایک طاق بنائیں اور پیروں
کے شجرے اس میں رکھ دیں۔

وصیت کے مطابق حضرت شیخ نور الحق علیہ الرحمۃ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

کتاب خانہ
آپ نے ہر علم و فن پر معیاری کتابیں اپنے کتب خانہ کے لیے فراہم
کر لی تھیں۔ حجاز میں قیام کے دوران بھی بہت سی نادر و مستند کتابیں
حاصل کیں اور اس طرح یہ کتب خانہ اپنی اہمیت کے لحاظ سے ایک نعمتِ بے بہا ہو
گیا۔ لیکن دست برد زمانہ سے یہ بھی محفوظ نہ رہ سکا اور یہ قیمتی خزانہ اٹھارہویں صدی
عیسوی میں مرتبوں اور سکھوں کے مسلسل حملوں کا شکار ہو گیا۔ شیخ محدث کی روح ان
منگاموں کو دیکھ رہی تھی اور جسے مصنف نے صدیوں کی محنت اور کاوش سے مدون
کیا تھا اس کی تباہی دیکھ کر بزبانِ حال کہہ رہی تھی۔

اس دور میں ہر اک تہ چرخ کہن لٹا
اوروں کا زر لٹا مرا لفتد سخن لٹا



خدمات

جب ہم ہندوستان کی سولہویں اور سترہویں صدی عیسوی کی مذہبی تاریخ کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں مختلف افکار و نظریات کی حامل تحریکیں نظر آتی ہیں جو کسی نہ کسی طرح اسلام کے مسلہ عقائد و نظریات سے متعارض دکھائی دیتی ہیں ان تحریکوں کا مقصد صرف اسلام کے استحکام کو ختم کرنا تھا۔

ان میں یہ تحریکیں خصوصیت کے ساتھ ذکر کے قابل ہیں۔

عقیدہ مہدویت، نظریہ الفی، تصور امام، دین الہی۔ ان سے اسلام کو جو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے اس کی مثال نہیں پیش کی جاسکتی۔ لیکن ایسے پرفتن اور نازک دور میں جب کہ ہندوستان بدعات و منکرات کا مرکز بن کر رہ گیا ہو۔ جب شعائر اسلامی کا صراحتہ مذاق اڑایا جا رہا ہو۔ جب نیک نفس اور پاک طینت مشائخ اور بزرگوں کو گوشہ تنہائی نصیب نہ ہو۔

حق کی بلندی و عظمت کی حفاظت و صیانت اور دشمنان اسلام کی بیخ کنی کے لیے شیخ محقق رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اپنے ان تمام تحریکوں کا ڈٹ کر مقابلہ

کیا اور بادشاہی رعب و جلال کی پرواہ کیے بغیر حق و صداقت کی خاطر جہاد کرتے رہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم آپ کی مذہبی خدمات کا مختصر خاکہ پیش کرنے سے قبل ان تمام تحریکوں کا مختصر جائزہ لیں۔ کیونکہ کسی شخصیت کی حیثیت کا تعین اس کے گرد و پیش کے حالات اور ماحول کی خرابی اور اچھائی سے ہوتا ہے۔

مہدوی تحریک کا بانی سید محمد جوہنپوری تھا۔ جو ۱۲ جمادی الاول

۱۸۲۷ء مطابق ۱۲۴۳ھ میں پیدا ہوا۔ چونکہ بہت قابل

مہدوی تحریک

اور باصلاحیت تھا اس لیے علماء نے اسے اسد العلماء کا خطاب دیا تھا۔ اسے درس و تدریس سے کافی شغف تھا۔ چالیس سال کی عمر میں اپنی مختصر سی جماعت کو لے کر حجاز کا سفر کیا اور وہاں بھی درس و تدریس میں مشغول رہا۔ ۱۹۹۵ء میں مہدویت کا اعلان کیا اور احمد آباد میں اس نے ایک تحریریک قائم کی۔ مہدویت کا تصور اسلام کے ایک مسلمہ اصول سے متصادم تھا جس کی ترویج کے لیے شیخ متقی، علامہ ابن حجر مکی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہم اللہ کمر بستہ ہو گئے۔

اس کا عقیدہ تھا کہ رسول اللہ علیہ التیمتہ والنساء کو جو بھی کمال حاصل ہے وہ سید محمد کو بھی حاصل ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ سرکار کو اصالتہً تھا اُسے تبعاً۔

سید محمد جو نوری کا عقیدہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو کمال حاصل ہوا اسے بھی ملا۔ بس فرق یہی ہے کہ انہیں اصالتہً ملا اسے تبعاً مگر یہ تبعیت رسول بھی اس حد کو پہنچی کہ بزعم خویش، وہ بھی ان ہی جیسا ہو گیا۔	در اعتقاد سید محمد جو نوری ہر کمالیکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داشتند و سید سید محمد را نیز بود، فرق ہمیں است کہ آن جا باصالت بود و این جا بتبعیت و تبعیت رسول بجائے رسیدہ کہ ہم چو او شد۔
---	---

اس وقت کا سب سے اہم مسئلہ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح تعین تھا۔ شیخ محدث نے اس مسئلہ پر جو جدوجہد کی ہے۔ ہمارے نزدیک یہی ان کا سب سے عظیم کارنامہ ہے۔

سب سے زیادہ گمراہ اور بے دین طبقہ علماء سوء کا تھا۔ جنہوں نے علماء کا گروہ ہر طرف ضلالت و گمراہی کی فضا قائم کر رکھی تھی، یہ ایک اٹل اور بے غبار حقیقت ہے کہ عوام کو ضلالت و گمراہی کے عمیق غار میں گرانے کا گناہ ہمیشہ انہیں نفس پرست اور دین فروش علماء کے سر رہا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں۔

”اکثر علماء ایں وقت رواج دہند“ اس وقت کے اکثر علماء بدعت کو
ہائے بدعت و محو کنند ہائے سنت“ رواج دینے والے اور سنت کو مٹانے
وا لے ہیں۔“ (مکتوبات دفتر دوم حصہ ہفتم ص ۵۲)

مخدوم الملک نے زکوٰۃ سے بچنے کے لیے ایک عجیب جملہ تراشا تھا۔ سال پورا
ہونے پر اپنا سارا مال بیوی کے سپرد کر دیتا تھا۔ بعد میں بیوی سارا مال واپس کر دیتی تھی۔
اکبر کو سجدہ کرنے کا فتویٰ سب سے پہلے بدخشانی نے دیا تو ملا عالم کو افسوس
ہوا کہ اسے یہ اجتہاد کرنے کی سعادت کیوں نہ حاصل ہوئی۔
واڑھی منڈانے کے متعلق حدیث شیخ امان پانی پتی کے بھتیجے نے نکالی۔
فریضہ حج کے استفاظ کا فتویٰ مخدوم الملک کے ذہن کی اختراع تھا۔ غرض کہ اس
وقت کے علماء کا ضمیر اس قدر مردہ ہو چکا تھا کہ وہ شریعت اسلامی کے خلاف براہ راست
اظہار خیال کرتے تھے۔

شیخ مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں۔

در معلوم شریف است کہ در قرن
سابق ہر فسادے کہ پیدا شد از شوی
خدائے تعالیٰ کے علم شریف میں ہے کہ
قرن سابق میں جتنے فتنے اٹھے ان سب
علماء سوء بظہور آمد (مکتوبات ج ۱ ص ۱۱۱)
کی پشت پر علماء سوء کا ہاتھ تھا۔

اس وقت کے صوفیاء نے بھی مذہب کو نقصان پہنچانے میں کوئی
صوفیہ دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا ان کے نزدیک شریعت و طریقت دو

مختلف چیزیں نہیں۔ ان کا عقیدہ تھا کہ خواص صرف معرفت کے مکلف ہیں اور
شریعت پر عمل کرنے کا مقصد محض معرفت حق تعالیٰ ہے اور جب معرفت خداوندی حاصل
ہو جاتی ہے تو تکلیفات بھی ساقط ہو جاتی ہیں۔ اپنے استشہاد میں وہ یہ آیت کریمہ

پیش کرتے تھے۔ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ یعنی عبادت حق تعالیٰ کی معرفت تک ہے (مکتوبات ص ۳۵۸ دفتر اول)

دربارِ اکبری اکبر پہلے مذہب کا سخت پابند تھا۔ درباریوں کو پنج وقتہ نماز پڑھنے کی تلقین کرتا۔ علماء سے حسن عقیدت کا یہ عالم تھا کہ انہیں وہ

اپنے زعم میں امام غزالی اور امام رازی علیہما الرحمہ سے بڑھ کر تصور کرتا تھا۔ چونکہ اسے مذہب سے خصوصی لگاؤ تھا اس لیے اس نے خاص اس کے لیے ایک عبادت خانہ تعمیر کرایا اور مسائل شرعیہ پر بحث و تمحیص کے لیے علماء کو مدعو کیا اور اس میں بذات خود شرکت کرتا۔ لیکن ان علماء سوء نے عبادت خانہ کو لڑائی جھگڑے کی آماجگاہ بنا لیا۔ اکبر نے جس مقصد کی تحصیل کے لیے یہ کوششیں کی تھیں اس پر پانی پھر گیا اور انہیں حالات نے اس کے ذہن و فکر میں عظیم انقلاب پیدا کر دیا۔ جنہیں وہ امام غزالی اور امام رازی سمجھا کرتا تھا انہوں نے اس کی امیدیں خاک میں ملا دی تھیں۔ ایک دن عبدالنبی کو جن کا پہلے بڑا ہی معتقد تھا اور جن کی جوتیاں سیدھی کرتا تھا۔ بحث کے دوران زور دار تھپہر رسید کیا۔

وہ بڑے ہی حسرت کے ساتھ کہتا تھا۔ ۸۷۱۶۸

کاش کہ میں رسمی علوم کے ماہرین سے اس قدر اختلافات نہ سنا اور تقاسیر و احادیث کے اختلافات مجھے حیرانی میں نہ ڈالتے۔ اس طرح اس کے دل سے مذہب کی اہمیت بالکل ختم ہو گئی۔ ۱۵۶۱ء میں ایک محضر نامہ جاری کرایا جس کا مرتب ملامبارک ناگوری تھا۔ محضر نامہ کی یہ عبارت خاص اہمیت رکھتی ہے۔

”مرتبہ سلطان عادل عند اللہ سلطان عادل کا مرتبہ اللہ کے نزدیک زیادہ از مرتبہ مجتہد است“

ایک مجتہد کے مرتبہ سے فرود ہے۔

یہ عبارت بظاہر بڑی سادہ معلوم ہوتی ہے لیکن سوال یہ اٹھتا ہے۔

کہ آخر کسی جاہل بادشاہ کو اجتہاد کا حق کیسے حاصل ہو سکتا ہے۔
 طوالت کے خوف سے ہم اس وقت کے معتقدات کا اجمال پیش کر رہے ہیں۔
 ائمہ مجتہدین تنقیدات کا نشانہ بنے۔ ان کی شان میں تنقیص کے الفاظ استعمال کئے
 گئے۔ معراج مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کا صراحتاً انکار کیا گیا۔ مذہب اسلام کے موجد
 عرب کے جاہل اور مفلس بدو قرار دیئے گئے جو سب کے سب راہزن اور مفسد تھے
 وہ نبوت، مسئلہ کلام، دیدار الہی کیلئے انسان کا مکلف ہونا، عالم کی تکوین، حشر و نشر، قرآن کے
 توازن اور کلام الہی ہونے پر شک کرتا، بدن کے فنا ہو جانے کے بعد روح کے باقی رہنے
 سے منکر تھا۔ ثواب و عقاب کو محال سمجھتا تھا، البتہ نتائج راؤ اگون کے طور پر عذاب
 و عقاب کا قائل تھا، رسول گرامی ذقار صلی اللہ علیہ وسلم پر طرح طرح کے غلط اور
 بے بنیاد الزامات تراشا۔

دیوان خانہ میں علانیہ نماز نہیں پڑھی جاسکتی تھی آفتاب کی دن اور رات میں
 چار بار پرستش ضروری تھی۔ جس کے اوقات صبح و شام دوپہر، ادھی رات تھے۔
 سور اور کتے کے ناپاک ہونے کا مسئلہ مسوخ کر دیا گیا تھا۔ شاہی محل کے نیچے یہ دونوں
 جانور تھے۔ بادشاہ ان کا دیکھنا عبادت خیال کرتا تھا۔ العیاذ باللہ (خدا کی پناہ)

ہندوستان کی سرزمین میں بہت سے علماء و فضلا پیدا ہوئے
 اور سب نے حتی المقدور دین متین کی خدمت کی۔

ترویج علم حدیث

لیکن گیارہویں صدی ہجری میں جب کہ شمالی ہندوستان میں علم حدیث کا تقریباً
 خاتمہ ہو چکا تھا۔ آپ نے علم حدیث کی شمع روشن کی اور مختلف علوم و فنون میں
 تحقیقی کتابیں تصنیف فرمائیں جن کی تعداد تریسٹھ ۶۳ تک پہنچتی ہے۔ آپ کے علم و فضل
 کا اعتراف داراشکوہ نے اس طرح کیا ہے۔

”آپ اپنے وقت کے محدثین کے امام ہیں۔“

خانی خاں اس طرح رقمطرازہ ہیں۔

”در کمالات صوری و معنوی و
تحصیل علوم عقلی و نقلی خصوصاً تفسیر و حدیث
در تمام ہندوستان ثانی نہ داشت۔“
(منتخب اللیاب ص ۵۵۱)

صوری و معنوی کمالات اور علوم عقلی و
نقلی خاص طور سے تفسیر و حدیث میں پورے
ہندوستان میں اپنا ثانی نہ رکھتے
تھے۔

آپ کو معلوم تھا کہ ایسے ناگفتہ بہ اور پُر آشوب حالات میں حدیث ہی لوگوں کو
صحیح راہ دکھا سکتی ہے، اسی لیے آپ نے کتب احادیث کو نصاب کا لازمی جز و قرار
دیا اپنے مدرسہ میں احادیث کا باقاعدہ درس دیا اس وقت ہندوستان میں فارسی زبان
کا رواج تھا۔ آپ کو عربی عبارات کے فارسی میں منتقل کرنے پر زبردست قدرت حاصل
تھی۔ آپ نے عوام کی سہولتوں کے پیش نظر فارسی میں احادیث کا ترجمہ کیا۔ مشکوٰۃ شریف
سے آپ کو خصوصی لگاؤ تھا۔ اس کے چند وجوہ ہیں۔ (۱) مشکوٰۃ شریف تربیت و تنویر
کے اعتبار سے اچھی اور جامع ہے۔ (۲) اس میں صحیحین (بخاری شریف، مسلم شریف،
کی احادیث) شامل ہیں۔ (۳) صرف صحابی اور کتاب کا نام ہے جس سے قاری کی توجہ
فورا احادیث کی طرف منعطف ہو جاتی ہے۔

گیارہویں صدی ہجری میں علماء نے فلسفہ اور علم کلام کو کافی اہمیت دے رکھی
تھی۔ قرآن و احادیث کو ثانوی درجہ حاصل تھا۔ اگر قرآن و حدیث کی طرف توجہ کی جاتی تو
محض ہوائے نفس اور اپنے ابغراض و مقاصد کی بنیاد پر۔ ان حالات میں شیخ محقق نے
جہاں اس کے خلاف علم جہاد بلند کیا وہیں لوگوں کو اس کے مضمرات سے بھی آگاہ کیا۔
شیخ محدث نے اعلان کیا کہ علم وہ ہے جو دین و ملت کی بقا اور تقویت کا سبب ہو۔ ایک مکتوب

علم دین فقہ است و تفسیر و حدیث

ہر کہ خواند غیر این گردد خبیث

۶۹۶۶۸

میں یہ شعر۔

لکھ کر قرآن و حدیث اور نحو و صرف کے مطالعہ کی ترغیب دتے ہیں کسب معاش کے لیے زراعت، تجارت، معامری وغیرہ کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔

آپ نے اس وقت کے مُرُوّجِ نصابِ تعلیم کی تبدیلی کے لیے جو سعی بلیغ اور جہدِ پیہم کی تھی سب سے پہلے اس پر نحو و عمل پیرا ہوئے۔

آپ نے بارہا علوم دینیہ اور فلسفہ سے مقابلہ و موازنہ کیا ہے اور عقل کے حدود و سمجھائے میں اور بتایا ہے کہ۔

”نوض در فلسفیات و اشتغال بدان
حرام و اندواز غلو در مباحثات و دلائل
کلامیہ اجتناب نماید و تفصیل از قیل و
قال اہل بحث و جدل نیفتد“

فلسفی عقائد و مباحث میں انہماک و مشغولیت
حرام جانے۔ کلامی دلائل و مباحث میں بھی
غلو سے پرہیز کرے اور بحث و جدال والوں
کے قیل و قال کی تفصیل میں نہ پڑے۔

آپ نے نصف صدی تک جس

فقہ اسلامی اور حدیث میں تطبیق و لسوزی اور انہماک سے فقہ و احادیث

میں تطبیق کی کوشش فرمائی وہ یہی بتانے کے لیے کہ فقہ اسلامی کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھنا چاہیے اور اسے اسلام کا ایک جزء سمجھنا چاہیے اس لیے کہ اس کی بنیاد قرآن و احادیث پر قائم ہے۔

فقہ حنفی پر یہ اعتراض کہ وہ قیاس اور رائے پر قائم ہے۔ درست نہیں بلکہ یہ قرآن و حدیث کے محکم اصولوں پر قائم ہے۔ یہ عقل و فہم سے قریب تر ہے۔

آپ کے نزدیک فقہ و تصوف کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اس میں تفریق گمراہ کن ہے۔ آپ حقیقی تصوف کی خوب حمایت کرتے تھے۔ ائمہ اسلام اور صوفیاء کی انتہائی تعظیم کرتے تھے۔ آپ جس طرح حقیقی تصوف کی پُر زور حمایت کرتے تھے اسی طرح ان صوفیاء کا رد بھی ضروری سمجھتے تھے جو شریعت و طریقت کو دو مختلف طریقے خیال کرتے تھے۔ ان کا

اعتماد تھا کہ کُلُّ حَقِيقَةٍ رَدَّتْهَا الشَّرِيعَةُ فَهِيَ زَنْدَقَةٌ۔ جس حقیقت کو شریعت رو کر دے وہ زندقہ ہے (یعنی) ہے آپ کا کہنا ہے۔

بنائے طریقت ماہر کتاب و سنت است و ہرچہ مخالف کتاب و سنت است و خارج از آئست مردود و باطل است

ہماری طریقت کی بنیاد کتاب و سنت پر ہے اور جو کچھ کتاب و سنت کے مخالف ہے اور اس سے باہر ہے۔ باطل و مردود ہے۔

تصانیف

آپ کی تصنیفات کی تعداد ساٹھ سے زائد ہے۔ جو فن و موضوع کے اعتبار سے مندرجہ ذیل عنوانات پر تقسیم کی جاسکتی ہیں۔

- ۱۔ تفسیر - ۲۔ تجوید - ۳۔ حدیث - ۴۔ عقائد - ۵۔ فقہ - ۶۔ تصرف
- ۷۔ اخلاق - ۸۔ عملیات - ۹۔ فلسفہ و منطق - ۱۰۔ تاریخ - ۱۱۔ نحو
- ۱۲۔ سوانح - ۱۳۔ سیر - ۱۴۔ مکاتیب - ۱۵۔ خطبات۔

اگلے صفحات پر ان کی تصانیف کا ایک اجمالی نقشہ ملاحظہ کریں !



نقشہ مصانیف

نمبر شمار	فن موضوع	نام	زبان	کیفیت
۱	تفسیر	تعلیق الحاوی علی تفسیر البیضاوی	عربی	غیر مطبوعہ
۲	"	شرح صدور تفسیر آیت نور	عربی فارسی	"
۳	"	تحصیل الغنائم والبرکات تفسیر	"	"
۴	حدیث	سورة والعادیات جمع الاحادیث الاربعین فی الباب	عربی	"
۵	"	علوم الدین لمعات التفتیح فی شرح مشکوٰۃ	عربی	غیر مطبوعہ
۶	"	المصاییح اشعة اللغات فی شرح مشکوٰۃ	فارسی	مکتبہ المعارف العلمیہ لاہور سے ۱۳۹۲ھ میں پہلی بار شائع ہوئی ۱۹۷۲ء
۷	"	جامع البرکات منتخب شرح مشکوٰۃ	"	مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر
۸	"	ترجمۃ الاحادیث الاربعین فی نصیحتہ الملوک والسلاطین	"	غیر مطبوعہ
۹	"	ماثبت بالنسۃ فی ایام السنۃ	عربی	مطبوعہ مولانا غلام معین صاحب علیہ الرحمہ کا اردو ترجمہ شائع ہو چکا ہے
۱۰	"	رسالہ شب برات	فارسی	غیر مطبوعہ
"	"	رسالہ اقسام حدیث	عربی	"
۱۲	"	اسماء الرجال والرواۃ المذكورین فی کتاب مشکوٰۃ	"	"

نمبر شمار	فن موضوع	نام	زبان	کیفیت
۱۳	حدیث	الاکمال فی اسماء الرجال	عربی	غیر مطبوعہ
۱۴	عقائد	تکمیل الایمان و تقویۃ الایقان	فارسی	مطبوعہ، اردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا
۱۵	فقہ	فتح المنان فی تائید مذہب النعمان	عربی	غیر مطبوعہ
۱۶	تصوف	ہدایت الناسک الی طریق المناسک	فارسی/عربی	"
۱۷	تصوف	تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ و التصوف	عربی	غیر مطبوعہ
۱۸	"	توضیح الورد الی المراد ببیان الاحزاب والاوراد	عربی/فارسی	مطبوعہ
۱۹	"	تنبیہ العارف بمادقح فی العوارف	عربی	غیر مطبوعہ
۲۰	"	جواب بعض کلمات شیخ احمد سرہندی	فارسی	مطبوعہ
۲۱	"	رسالہ وجودیہ	عربی/فارسی	غیر مطبوعہ
۲۲	"	رسالۃ صلوة الاسرار	فارسی	"
۲۳	"	نکات الحق و الحقیقۃ	فارسی	مطبوعہ
۲۴	"	نکات العشق و المحبتہ	فارسی	غیر مطبوعہ
۲۵	"	مرح البحرین	فارسی	مطبوعہ، اردو ترجمہ بھی شائع ہوا
۲۶	"	انتخاب مثنوی المولوی المعنوی	فارسی	غیر مطبوعہ
۲۷	"	"	فارسی	"
۲۸	"	شرح فتوح الغیب	فارسی	مطبوعہ
۲۹	اخلاق	آداب الصالحین	فارسی	مطبوعہ، اردو ترجمہ بھی شائع ہوا
۳۰	"	آداب اللبائس	فارسی	"
۳۱	"	آداب المپالقتہ و المناظرۃ (مثنوی)	فارسی	غیر مطبوعہ

نمبر شمار	فرد موضوع	نام	زبان	کیفیت
۳۲	اخلاق	تسلية المصاب لنيل الاجر والثواب	فارسی	غیر مطبوعہ
۳۳	اعمال	ترغیب اہل السعادات الی تکثیر الصلوٰۃ		="
	"	علی سید الکائنات	فارسی	="
۳۴	"	رسالہ وظائف	عربی فارسی	="
۳۵	"	رسالہ عقدا نامل	فارسی	="
۳۶	"	المطلب الاعلیٰ فی شرح اسماء اللہ الحسنى	عربی فارسی	="
۳۷	"	اجوتہ اثنا عشر فی توجیہ الصلوٰۃ علی سید البشر	عربی	="
۳۸	تاریخ	جذب القلوب الی دیار المحبوب	فارسی	مطبوعہ۔ اردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا
۳۹	"	رسالہ نورانیہ سلطانیہ	عربی فارسی	غیر مطبوعہ
۴۰	"	ذکر لوک ز تاریخ سلطین ہند	فارسی	="
۴۱	سیر تذکرہ	مدارج النبوة	فارسی	مطبوعہ مکتبہ رضویہ سکھر، مولانا علامہ معین نعیمی کا اردو ترجمہ مدنیہ پبشنگ کراچی کی طرف سے شائع ہو چکا۔
۴۲	"	مطلع الانوار البہیہ فی الحلیۃ النبویہ	عربی فارسی	غیر مطبوعہ
۴۳	"	احوال ائمہ اثنا عشر خلاصہ اولاد سید البشر	فارسی	="
۴۴	"	زبدۃ الآثار منتخب بہجۃ الاسرار	عربی	مطبوعہ، اسکا اردو ترجمہ مکتبہ نبویہ نے شائع کر دیا ہے۔
۴۵	"	ترجمہ زبدۃ الآثار	فارسی	="
۴۶	"	اخبار الاخیار فی احوال الابرار	فارسی	مطبوعہ۔ ترجمہ بھی شائع ہو چکا

نمبر شمار	فن و موضوع	نام	زبان	کیفیت
۴۶	سیرت مذکره	زاد المتقین	فارسی	غیر مطبوعہ
۴۸	"	الانوار الجلیہ	فارسی	"
۴۹	نحو	حاشیہ الفوائد الضیائیہ للجای	عربی	"
۵۰	"	الافکار الصافیة فی ترجمہ کتاب الکافیہ	فارسی	"
۵۱	منطق	الدرۃ البہیة فی اختصار الرسالة التسمیہ	عربی	مطبوعہ
۵۲	"	شرح تسمیہ	عربی	غیر مطبوعہ
۵۳	علم حکمت	بناء المرفوع فی تصنیف مباحث المرفوع	عربی	"
۵۴	ذاتی قالات	اجازة الحدیث فی التقدیم والحدیث	عربی	"
۵۵	"	اسماء الاتاذین	عربی	"
۵۶	"	وصیت نامہ	فارسی	"
۵۷	"	قرس التوالیف تالیف قلب الالیف	فارسی عربی	"
۵۸	مکتوبات	صحیفہ المودت	فارسی	"
۵۹	"	کتاب المکاتب و الرسائل	فارسی	مطبوعہ
۶۰	خطبات	فصول الخطب	عربی فارسی	"
۶۱	دیوان	حسن الاشعار فی جمع الاشعار	فارسی	غیر مطبوعہ و نایاب
۶۲	"	تتحقق الاشارة الی البشارة	فارسی	مطبوعہ
۶۳	حدیث	شرح سفر السعادة	فارسی	مطبوعہ
۶۴	"	"	فارسی	ترجمہ زیر طبع

نظریات

شیخ محقق علیہ الرحمہ کی تصنیفات سے ان کا فکری موقف بخوبی واضح ہے۔ خاص بیان عقائد میں انہوں نے تکمیل الایمان و تقویۃ الایقان نامی کتاب تصنیف فرمائی ہے۔ دورِ اکبری کے پرفتن ماحول میں شیخ نے اہل اسلام کو عقائد حقہ کی روشنی دکھا کر ان کے ثبات و استقلال کا سامان فراہم کیا اور ہر اس نظریے پر تیشے چلائے جو اسلام و ایمان کی روح سے متصادم ہو۔

اگلی صفحات میں ہم شیخ کی متعدد تصنیفات سے ان کے عقائد و نظریات پیش کر رہے ہیں۔ جس سے واضح ہو گا کہ شیخ کا مسلک، عقائد اہل سنت کے بالکل مطابق ہے۔ البتہ وہ لوگ اپنے افکار و نظریات کا منصفانہ جائزہ لیں جو شیخ کو اپنا امام و پیشوا تباہی کے باوجود قدم پر عقیدہ ان سے متصادم ہیں۔

حدیث پاک فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضِ كِي تشرح فرماتے ہوئے

علم غیب اور علم ماکان و مایکون

اشعة اللمعات میں رقمطراز ہیں۔

یعنی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ نے فرمایا کہ
مجھے معلوم ہو گیا جو کچھ آسمان اور جو کچھ
زمینوں میں ہے۔ اس سے یہ مراد ہے کہ

پس دانستم ہرچہ در آسمانہا و ہرچہ در
زمین بود۔ عبارت است از حصول تمام

علوم جزئی و کلی و احاطہ آں

تمام جزوی و کلی علوم حضور کو حاصل ہو گئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب کا احاطہ
فرمایا لیا۔ اسی حدیث کی شرح کے اخیر میں فرمایا۔

پس ازاں دانست عالم را و حقائق تو اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم اور

عالم کے تمام حقائق کو جانا۔

آل را۔ رس ۳۳۳ ج ۱ نو لکشوری،

اشعة اللغات میں دوسری جگہ رقمطراز ہیں۔

یعنی احوالِ مبداء و معاد از اول تا
آخر ہمہ را بیان کرو (رج ۴ ص ۴۴)

یعنی ابتدائے آفرینش اور آخرت کے
حالات اول سے آخر تک تمام بیان کرے

حدیثِ خدیفہ فاخبرنا بما هو کائن الی یوم القیمة کی شرح میں فرماتے ہیں۔

پس خبر داد مارا پچیز یکم پیدا شونده

است از حوادث و وقائع و عجائب و

غرائب تا روز قیامت را شعة اللغات

حوادث و واقعات عجائب و غرائب سب

بتاویئے (ج ۴ ص ۵۹)

مدارج النبوة شریف جلد اول کے دیباچہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام چیزوں کے

جاننے والے ہیں۔ انہوں نے خدائے پاک

کی نشانیں اس کے احکامِ حقِ تعالیٰ کے

صفات اور افعال سارے ظاہری و باطنی

اول و آخر کے علوم کا احاطہ فرمایا ہے۔

اور فوق کل ذی علم عظیم کے مصداق ہو گئے

ہیں۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

وهو بكل شئی علیہ، ووعی صلی اللہ

علیہ وسلم وانا است برہمہ چیز از شیونات

الہی و احکام و صفات حق و اسما و افعال

و آثار و بجمیع علوم ظاہر و باطن و مصداق

فوق کل ذی علم علیہ سندہ، علیہ

من الصلوٰۃ افضلھا و من الحجیات

اکملھا۔

اسی مدارج النبوة باب پنجم در ذکر فضائل آنحضرت میں ارقام فرماتے ہیں۔

زمانہ آدم سے قیامت تک جو کچھ دنیا میں

ہے سب حضور علیہ السلام پر ظاہر فرمادے

تاکہ اول سے آخر تک تمام حالات آپ کو

معلوم ہو جائیں اور حضور علیہ السلام نے

دہرہ در دنیا است از زمان آدم

ر علیہ السلام، تا نقرہ اولی بروئے علیہ

السلام منکشف ساختند تا ہمہ احوال

اور از اول تا آخر معلوم کرد، وباران

خود را از بعضی احوال خبر داد۔ بعض حالات کی خبر اپنے صحابہ کو بھی دی۔

ان تمام عبارتوں سے عیاں ہے کہ علم غیب رسول علیہ التحیۃ والثناء کے بارے میں شیخ کا یہی مسلک تھا کہ تمام علوم اولین و آخرین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھے۔ اور از ابتدا تا قیام قیامت سارے جزئیات و کلیات کا علم حضور کو عطا فرمایا گیا۔ ہم اسی کو جمیع مایکون و مایکون کے علم سے تعبیر کرتے ہیں۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص کا ذکر فرماتے ہوئے

اختیار و تصرف حضرت شیخ مدارج النبوة میں رقمطراز ہیں۔

وازاں جملہ ائت کہ دادہ شدہ ال
حضرت را صلی اللہ علیہ وسلم متفایح خزان
وسپردہ شد بوسے و ظاہر شس ائت کہ
خزان ملک فارس و روم ہمہ بدست
صحابہ افتادہ و باطنش ال کہ مراد خزان
اجناس عالم است کہ رزق ہمہ در کف
افتداری وے سپرد و قوت تربیت ظاہر
و باطن ہمہ بودے (مدارج النبوة ج ۱ ص ۱۳۱)
کی قوت حاصل تھی۔

صحیح مسلم شریف، سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ اور معجم کبیر، طبرانی کی حدیث جس میں ہے کہ حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور نے فرمایا یا سئل مانگ اور حضرت ربیعہ نے عرض کیا کہ حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں اپنی زناقت عطا فرمائیں۔ سرکار نے فرمایا کچھ اور ہے حضرت ربیعہ نے عرض کیا۔ میری مراد تو صرف یہ ہے اس کی شرح میں شیخ رقمطراز ہیں۔

سوال کو مطلق فرمانے سے کہ فرمایا مانگ
لو، کسی خاص چیز سے مقید نہ فرمایا معلوم ہوتا
ہے کہ سارا معاملہ حضور ہی کے کریمانہ ہاتھوں
میں ہے جو چاہیں جس کو چاہیں اپنے رب
کے حکم سے دے دیں۔ کیونکہ دنیا اور اس
کی شادابی آپ ہی کی سخاوت سے ہے۔
اور لوح و قلم آپ کے علوم کا ایک حصہ ہے
اگر دنیا و آخرت کی خیر چاہتے ہو تو ان کے
آستانے پر آؤ اور جو چاہو مانگ لو۔

از اطلاق سوال کہ فرمودہ سئل بخواتم تخصیص
نہ کر دہ مطلوبے خاص معلوم می شود کہ
کار ہمہ بدست ہمت و کرامت اوست
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ہر چہ خواہد ہر
کہ خواہد باذن پروردگار خود بدید۔
فان من جودك الدنيا و ضررتها
و من علومك علم اللوح و القلم
اگر خیریت دنیا و عقبی آرزو داری
بدرگاہش بیا و ہر چہ می خواهی تنها کن
(اشعة اللمعات ج ۱ ص ۳۹۶)

احکام تشریحیہ حضور کے اختیار میں ہیں جس کے لیے جو حکم چاہیں جاری کر دیں۔

اس بارے میں حضرت شیخ فرماتے ہیں۔
وان ازل جملہ السنن کہ آنحضرت تخصیص
می کردہ کہ بہر چہ می خواست از احکام
این جاد و قول است یکے آنکہ احکام مفوض
بود بوسے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہر چہ خواہد
حکم کند دوم آنکہ بہر حکے وحی خدا می شد
چنانکہ تخصیص کرد فرمید بن ثابت را
بانکہ شہادت وے حکم دو شہادت دارد
(مدارج النبوة ج ۱)
دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

ان اختیارات سے یہ بھی ہے کہ حضور علیہ السلام
جس کے لیے جو حکم چاہتے خاص فرما دیتے
یہاں دو قول ہیں ایک یہ کہ احکام حضور
کے سپرد تھے جو چاہیں۔
حکم فرمایں دوسرا یہ کہ ہر حکم سے متعلق وحی
ہوتی اس مسئلہ کی نظیر یہ ہے کہ حضور علیہ السلام
نے حضرت خزیمہ بن ثابت کی ایک شہادت
دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دی۔

وشارع راجی رسد کہ تخصیص کند ہر کرا
خواہد بہر چہ خواہد۔ (مدارج النبوة ج ۱ ص ۱۵۶)

شارع علیہ السلام کو یہ حق حاصل ہے کہ
جس کے لیے جو حکم چاہیں خاص کر دین۔

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اختیار کلی سے متعلق شیخ کی وہ عبارت بہت
جامع ہے جو شرح مشکوٰۃ شریف میں تحریر فرماتے ہیں۔

دولت و ملکوت جن و انس و تمامہ
عوامل بتقدیر و تصرف الہی ع. و علاء و رحیمہ
قدرت و تصرف و سے بود صلی اللہ علیہ وسلم
(اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۳۳ مطبع کلکتہ)

جن و انس کے تمام ملک و حکومت،
اور سارے جہان خداوند قدوس کی عطا
سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قدرت
و تصرف میں ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم اختیارات اور بے پناہی سارے جہان ان کے
تیز نگین ہونے کے بارے میں شیخ کی مذکورہ بالا عبارتیں اتنی نمایاں اور روشن ہیں کہ مزید
کسی وضاحت کی کوئی حاجت ہی نہیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام کار و بار عالم
پر ہمہ وقت ناظر و باخبر ہیں اور ان کو یہ قوت حاصل
ہے کہ قبر شریف سے تعلق رکھتے ہوئے جہاں چاہیں تشریف ارزانی فرما سکتے ہیں۔
اس نظریہ پر شیخ کی تحریریں ملاحظہ فرمائیں۔

سکرکار کا حاضر و ناظر ہونا

مدارج النبوة جلد دوم قسم چہارم وصل حیات انبیاء میں رقم طراز ہیں۔

اس کے بعد اگر کہیں کہ رب تعالیٰ نے حضور
کے جسم پاک کو ایسی حالت و قدرت بخش ہے
کہ جس جگہ چاہیں تشریف لے جائیں، خواہ
بعینہ اس جسم سے خواہ جسم قتالی سے خواہ
آسمان پر خواہ زمین پر، خواہ قبر میں یا اور۔

اگر بعد ازاں گوئید کہ حق تعالیٰ جس
شریف را حالتی و قدرتی بخشیدہ است کہ
در ہر مکانے کہ خواہد تشریف بخشیدہ خواہ
بعینہ، خواہ بنال، خواہ بر آسمان، خواہ
بر زمین، خواہ در قبر یا غیر وے، صوتے وارد۔

کہیں، تو درست ہے قبر سے ہر حال میں
خاص نسبت رہتی ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امت کے
احوال و اعمال پر مطلع ہیں اور خاصانِ بارگاہ
کو فیض پہنچانے والے اور حاضر و ناظر ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرو اور ان پر
دروود بھیجو اور حالتِ ذکر میں ایسے رہو کہ
حضور حالتِ حیات میں تمہارے سامنے
ہیں اور تم ان کو دیکھتے ہو ادبِ اجلال اور
تعظیم و ہیبت و حیا سے رہو اور جانو کہ
حضور علیہ السلام تمہیں دیکھتے اور تمہارے
کلام کو سنتے ہیں کیونکہ حضور علیہ السلام
صفاتِ الہی سے موصوف ہیں اور اللہ کی

ایک صفت یہ ہے کہ میں اپنے ذاکر کا ہم نشین ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا
النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ کی شرح فرماتے ہیں۔

اور بعض عارفوں نے فرمایا ہے کہ یہ خطاب
یعنی التحیات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کو السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ کہہ کر

باوجود نسبتِ خاص بقبر و رہمہ حال
(ج ۲ صفحہ ۴۵)

جامع البرکات میں فرماتے ہیں۔

وے علیہ السلام بر احوال و اعمال امت
مطلع است بر مقربان و خاصانِ درگاہ
خود مفیض و حاضر و ناظر است۔

مدارج النبوة میں فرماتے ہیں۔

ذکر کن اورا، و درود بقبرت بڑے

علیہ السلام و باش در حال ذکر، گویا حاضر است
پیش تو در حالت حیات و می بینی تو اورا
متادب با جلال و تعظیم و ہیبت و حیا و بدانکہ

وے علیہ السلام می بنید و می شنود کلام
ترا، زیرا کہ وے علیہ السلام متصف است
بصفاتِ الہیہ، ویکے از صفاتِ الہی آں
است کہ اَنَا جَلِيسٌ مِّنْ ذَكَرَنِي۔

ایک صفت یہ ہے کہ میں اپنے ذاکر کا ہم نشین ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا
النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ کی شرح فرماتے ہیں۔

و بعضے از عرفاء گفتہ اند کہ این خطاب

بہت سریانِ حقیقت محمدیہ است
و در اثر موجودات و افرادِ ممکنات،

پس آنحضرت در ذاتِ مصلیبان موجود
 و حاضر است۔ پس مصلی را باند کہ ازیں
 معنی آگاہ باشد
 و ازیں شہود غافل بنود، تا بانوارِ قرب
 اسرار معرفت متنور و فائز گردد در اشعاع اللغات
 حاضر ہیں۔ تو چاہیے کہ نمازی اس نکتے سے باخبر اور آگاہ رہے۔ تاکہ قرب کے انوار اور
 معرفت کے اسرار سے فیضیاب ہو۔

یہ عبارتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر، احوال عالم سے باخبر اور قرب سے
 نسبت باقی رکھتے ہوئے ہر جگہ تشریف ارزاں ہونے کے بارے میں شیخ کا سخت اور
 مستحکم فکری موقف نمایاں طور پر بتا رہی ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے
 سے اہل سنت کی وہی مراد ہے جو شیخ کی توضیحات سے ظاہر ہے۔

بدانکہ حیاتِ انبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین

متفق علیہ است میان علماء ملت و بیچ

حیاتِ انبیاء و اولیاء

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات زندگی
 کا ثبوت علماء امت کا اجتماعی مسئلہ ہے اس
 میں کسی کو اختلاف نہیں۔ اس لیے کہ انبیاء
 کی زندگی شہداء اور مجاہدین کی زندگی سے
 زیادہ کامل اور قوی ہے ان کی زندگی تو
 معنوی اور اخروی ہے مگر انبیاء کی زندگی

کس را اختلاف نیست در آن کہ آن
 کامل تر و قوی تر از وجود حیاتِ شہداء و
 مقاتلین فی سبیل اللہ است کہ آن معنوی
 اخروی است و حیاتِ انبیاء حیاتِ حسی
 دنیادی است و احادیث و آثار در آن
 واقع شدہ (مدارج النبوة ج ۲ ص ۷۴)

حسی اور دنیادی زندگی ہے۔ اس بارے میں احادیث و آثار وارد ہیں۔

شترن مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں۔

اولیاء اللہ اس دارِ فانی سے دارِ بقا میں
منتقل ہو گئے ہیں، اپنے پروردگار کے یہاں
زندہ، رزق یافتہ اور خوش حال ہیں،
لوگوں کو اس کا احساس و شعور نہیں۔

علماء امت میں تمام تر اختلافات اور کثرت
مذہب کے باوجود، اس مسئلہ میں کسی کا کوئی
اختلاف نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کسی مجاز کے ثنائیہ اور احتمالِ تاویل کے
بغیر حقیقی زندگی کے ساتھ دائم و باقی اور
اعمالِ امت پر حاضر و ناظر ہیں طالبانِ حقیقت
اور اہل توجہ کے لیے فیض رسال اور تربیت

کناں بھی۔ سلوک اقرب السبل بالتوجہ الی سید الرسل برہاش اخبار الاخیار ص ۱۵۵،
حضور غوثِ اعظم کی تصنیف فتوح الغیب کی شرح میں فرماتے ہیں۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حقیقی دنیاوی
زندگی کے ساتھ زندہ باقی اور متصرف ہونے
میں کلام نہیں ہے۔

حدیث شریف "کسر عظم المیت

لکسودہ حیا" مردے کی ہڈی توڑنی

اور اسے ایذا دینی ایسی ہے جیسے زندہ کی ہڈی توڑنی، کے تحت امام ابو عمر ابن عبدالبر
سے مشکوٰۃ شریف کی شرح میں نقل فرماتے ہیں۔

اولیائے خدا نقل کردہ شدتند ازیں دارِ
فانی بہ دارِ بقا و زندہ اند نزد پروردگار
خود و مرزوق اند و خوش حال اند و مردم را
ازاں شعور نیست (اشعۃ اللمعات ج ۲ ص ۴۴)
اپنے رسالہ میں رقمطراز ہیں۔

باچندیں اختلاف و کثرتِ مذاہب
کہ در علماء امت است یک کس را دریں
مسئلہ خلافِ نیت کہ آنحضرت علیہ السلام
بحقیقت حیاتِ بے ثنائیہ مجاز و توہم
تاویل، دائم و باقی است و بر اعمالِ امت
حاضر و ناظر است و بر طالبانِ حقیقت و
متوجہانِ آنحضرت را مفیض و مرئی

اما انبیاء علیہم السلام بحیاتِ حقیقی دنیاوی
حی و باقی و متصرف اند و زینجا سخن نیست
(شرح فتوح الغیب ص ۲۳۳)

مردوں کا سنا، دیکھنا اور ادراک کرنا

یہاں سے مستفاد ہوتا ہے کہ میت کو ان تمام چیزوں سے تکلیف ہوتی ہے جن سے زندہ کو تکلیف ہوتی ہے اسے لازم ہے کہ مردہ کو ان تمام چیزوں سے لذت بھی حاصل ہو جن سے زندہ کو لذت حاصل

ازیں بامستفاد می گردد کہ میت منالم می گردد بتمام آن کہ منالم می گردد بدعاں جی۔ و لازم این است۔ کہ تسلیذ گردد بتمام آنچه مستلذذ می شود بدعاں زندہ (اشعة اللمعات) ہوتی ہے۔

تمام اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ سارے مردوں کے لیے ادراک جیسے جاننا سننا وغیرہ ثابت ہے۔

جذب القلوب میں فرماتے ہیں۔ تمام اہلسنت و جماعت اعتقاد دارند؛ ثبوت ادراکات مثل علم و ماع مر سائر اموات را (ص ۲۰۳ نو لکشور)

شیخ اموات کے لیے علم و ادراک کے ساتھ زیارت قبور کے بھی قائل ہیں۔ فرماتے ہیں۔

زیارت قبور

بھی قبر والوں کے حق کی ادائیگی کے لیے زیارت کی جاتی ہے۔ حدیث میں وارث ہے کہ میت کے لیے سب سے زیادہ انیت کی حالت وہ ہوتی ہے جب اس کے آشناؤں میں سے کوئی اس کی زیارت کو آتا ہے اور احادیث اس باب

زیارت گا ہے از جہت ادائے حق اہل قبر باشد، در حدیث آمدہ مانوس ترین حالتے کہ میت را بود، در وقتیت کہ یکے از آشنایان او زیارت قبر او کند و احادیث درین باب بسیار است (جذب القلوب ص ۲۱۳)

میں بہت ہیں۔

دوسری جگہ علامہ صدر الدین قونوی سے نقل فرماتے ہیں۔ تمام مومنین کی قبروں اور ان کی روضوں در میان قبور سائر مومنین وارواح

درمیان ہمیشہ ایک خاص نسبت قائم رہتی ہے جس سے اپنے زیارت کرنے والوں کو پہچانتے اور انہیں سلام کرتے ہیں ہمیشہ یہ نسبت قائم رہنے کی دلیل یہ ہے کہ زیارت

ایشان نسبت خاصے است مستمر کہ بدایا
زائرانِ رامی شناسند، و سلام برایشان
می کنند، بدلیل استحباب زیارت در جمیع
اوقات رجب القلوب ص ۲۶۶
تمام اوقات میں مستحب ہے۔

حضرت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی زیارت علماء دین کے قولی اور عملی اجماع
سے سب سے افضل سنتوں اور سب سے
مؤكد مستحبات سے ہے۔

زیارتِ روضہ الورد حضرت
سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
باجماع علماء دین قولاً وفعلاً از افضل
سنن و اوکد مستحبات است رجب القلوب ص ۲۶۶

رہا قبر شریف کی زیارت کے لیے سفر،
اور اس عظیم سعادت کے ارادہ حصول
سے شدہ حال توجب زیارت کا افضل
و مستحب ہونا ثابت ہو گیا، سفر کا جائز و
مستحب ہونا بھی لازم آیا۔ اس لیے کہ زیارت
کے دلائل عام ہیں اور اس بات کا افادہ کر
رہے ہیں کہ زیارت کے جواز و استحباب

واما اختیار سفر از برائے
سفر زیارت زیارتِ قبر شریف و شدہ
حال بقصد دریافتِ اس سعادتِ عظمیٰ نگاہ
کہ استحباب و فضیلت زیارت ثابت
شدہ مشروعتِ سفر و استحباب اذین لازم
آمد از جهتِ عموم دلائل و افادہ او استوائے
قرب و بعداً و دران رجب القلوب ص ۲۶۶
میں، دور و نزدیک قرب و بعد سب برابر ہیں،

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وسیلہ
چاہنا حاجت پوری ہونے کا سبب
اور مقصد میں کامیابی کا باعث ہے۔

توسلِ بوسے
توسل و استعانت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم موجب قضاے حاجت و سبب

نجاح مرام است (جذب القلوب ص ۲۲۰)
 وگفت آنحضرت بحق نبیک والانبیاء الدین
 من قبلی، دریں حدیث دلیل است بر توسل
 در ہر دو حالت، نسبت، بآنحضرت صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم در حالت حیات و نسبت
 بانبیاء علیہم السلام بعد از وفات، وچوں
 توسل بانبیاء دیگر صلوات اللہ علیہم بعد از وفات
 جائز است بسید انبیاء بطریق اولی
 جائز باشد، بلکہ اگر باین حدیث توسل
 باولیاء خدا، نیز بعد از وفات ایشان
 قیاس کنند ورنہ نیست مگر آن کہ دلیل بر
 تخصیص حضرات رسل صلوات الرحمن علیہم
 اجماعین قائم شود، واین دلیل ہے
 (جذب القلوب ص ۲۲۱)

مگر دلیل کہاں ہے

شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں۔
 امام غزالی گفتہ ہر کہ استمداد کردہ شود پورے
 در حیات، استمداد کردہ می شود پورے بعد
 از وفات۔

یہ از مشائخ عظام گفتہ دیدم چہار
 کس را از مشائخ تصرف می کنند در قبور خود

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے نبی کے
 اور ان انبیاء کے وسیلہ سے جو مجھ سے پہلے
 ہیں اس حدیث سے حیات اور بعد وفات
 دونوں حالتوں میں وسیلہ چاہنے کا ثبوت
 ہوتا ہے۔ حضور علیہ السلام کی بہ نسبت زندگی میں اور
 دیگر انبیاء کی بہ نسبت بعد وفات۔ اور جب دیگر
 انبیاء علیہم السلام سے بعد وفات توسل
 جائز ہوا تو سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
 بعد وفات توسل بدرجہ اولیٰ جائز ہو گا بلکہ
 بعید نہیں اگر اس حدیث پر اولیاء سے انہی
 وفات کے بعد بھی وسیلہ چاہنے کو قیاس کر لیں
 اس لیے کہ پیغمبر ان عظام علیہم السلام کی
 تخصیص نہیں اگر دلیل تخصیص ہو تو البتہ۔

حجۃ الاسلام امام غزالی کا فرمان ہے کہ جس
 سے زندگی میں مدد مانگی جائے اس سے بعد
 وفات بھی مدد مانگی جائیگی۔

ایک عظیم بزرگ نے فرمایا۔ میں نے چار مشائخ
 کو دیکھا کہ اپنی قبروں میں تصرف کرتے ہیں۔

جیسے اپنی زندگی میں تصرف کیا کرتے
تھے یا اس سے زیادہ (۱) شیخ معروف
کرنی (۲) غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی
اور دو ولیوں (۳) شیخ عقیل بسہی
(۴) شیخ ابن قیس۔

حرافی رضی اللہ تعالیٰ عنہم، کو شمار کرایا اور حضر مقصود نہیں بلکہ جو کچھ خود دیکھا اور
پایا بنایا۔

سیدی احمد بن مرزوق جو دیار مغرب کے
اکابر فقہاء و علماء و مشائخ سے ہیں انہوں
نے فرمایا شیخ ابوالعباس حضرمی نے ایک دن
مجھ سے پوچھا۔ زندہ کی امداد قوی ہے یا مردہ
کی؟ میں نے کہا کچھ لوگ کہتے ہیں کہ زندہ کی
قوی ہے اور میں کہتا ہوں کہ وفات یافتہ کی مدد
زیادہ قوی ہے۔ شیخ نے فرمایا ہاں اس لیے
کہ وہ خدا کے دربار اور اس کی بارگاہ میں
ہے۔

کائنات میں اولیاء کی کرامات اور ان کے
تصرفات ہوتے ہیں۔

آخر دم مانگنے والے استمداد و امداد سے کون

مانند تصرفائے ثناء در حیات خود یا بشیر
شیخ معروف و عبدالقادر جیلانی رضی اللہ
تعالیٰ عنہما و دو کس دیگر را از اولیاء شمرده۔
و مقصود حضر نیست آنچه خود دیدہ یافتہ
گفته است۔

سیدی احمد بن مرزوق کہ اذا عاظم
فقہاء و علماء و مشائخ دیار مغرب است
گفت روزے شیخ ابوالعباس حضرمی از من پرسید
امدادی قوی است یا امداد میت
قوی است۔ من گفتم می گویند کہ امداد قوی
تر است و من می گویم کہ امداد میت قوی تر است
پس شیخ گفت نعم زیرا کہ دے در بساط حق
است و در حضرت اوست۔

ص ۴۱۵ و ۴۱۶
رأسعۃ اللغات ج ۱ باب زیادة القبور

جامع البرکات میں فرماتے ہیں۔

اولیاء را کرامات و تصرفات ورا

کوان حاصل است۔

رأسعۃ اللغات میں فرماتے ہیں۔

لیت شعری چرمی خواہند ایشان با تملد

ایسا معنی مراد لیتے ہیں کہ یہ فرقہ اس کا منکر ہے
 اس سے ہم تو بس یہی سمجھتے ہیں کہ داعی خدا
 سے دعا کرتا ہے اور اس بندہ مقرب کو
 وسیلہ بناتا یا اس کو پکارتا ہے کہ اے خدا کے بندے اور اس
 کے ولی میرے لیے شفاعت کیجئے اور خدا سے دعا
 کیجئے کہ میری مراد برلائے اور میرا مطلوب عطا فرما
 دے اگر یہ معنی شرک کا سبب ہے جیسا کہ منکر
 گمان کرتا ہے تو چاہیے کہ زندگی میں بھی خدا
 کے دستوں سے توسل اور طلب دعا سے
 روک دیں کیونکہ جو چیز شرک ہوگی حیات
 و بعد وفات دونوں حالتوں میں شرک ہوگی
 حالانکہ یہ معنی بالاتفاق مستحب و مستحسن اور
 دین میں رائج ہے۔ ارواح کاملین سے اتقاد
 اور استفادہ کے بارے میں اہل کشف بزرگوں
 سے جو مشاہدہ کے واقعات مروی ہیں وہ جسر
 سے باہر ان کے رسائل اور کتابوں میں مذکور
 اور ان کے درمیان مشہور ہیں یہیں ان کے
 ذکر کی حاجت نہیں۔ شاید متعصب منکر کے
 لیے ان کے کلمات بھی مفید نہ ہوں خدا میں
 اس سے عافیت میں رکھے اس جگہ کلام طول
 و اطناب کی حد کو پہنچ گیا۔ منکروں کی خاک

وامداد کہ اس فرقہ منکر ندان را۔ اں چه ما
 می فهمیم ازاں این است که داعی دعا کند
 خدا را، و توسل کند بر و خائیت این بندہ مقرب
 یا ندا کند این بندہ مقرب را کہ اے بندہ
 ولی وے شفاعت کن مراد بخواه از خدا که
 بدید مسؤل و مطلوب مرا، اگر این معنی موجب شرک
 باشد چنانچه منکر زعم می کند باید که منع کرده
 شود توسل و طلب دعا از دوستان خدا در حیات
 حیات نیز و این مستحب و مستحسن است باتفاق
 و شائع است در دین، و آنچه مردے محلی
 است از مشائخ اہل کشت در استمداد
 از ارواح کمال و استفادہ ازاں خارج از حصر
 است و مذکور است در کتب و رسائل
 ایشان و مشہور است میان ایشان علیت
 نیست کہ اں را ذکر کنیم و شاید کہ منکر متعصب
 نہ کند اور کلمات ایشان عافانا اللہ من ذلک
 کلام دریں مقام بحد اطناب کشید بر غم
 منکران کہ در قرب این زماں فرقہ پیدا شدہ
 اند کہ منکر اند استمداد و استعانت را از
 اولیائے خدا و متوجہاں بجناب ایشان
 را مشرک بنجد و عبودہ اصنام می دانند

ومی گوئند آنچہ می گوئند۔

(اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۳۳ ملخصاً)

آلود کرنے کے لیے۔ کیونکہ قریب زمانہ میں
ایک فرقہ پیدا ہو گیا ہے جو اولیاء اللہ سے

استمداد و استعانت کا منکر ہے اور اولیاء کی طرف توجہ کرنے والوں کو مشرک اور بت پرست
سمجھتا ہے اور کہتا ہے جو کہتا ہے۔

اس آخری مضمون کو عربی میں یوں بیان فرماتے ہیں۔

ہم نے اس مقام میں کلام طویل کیا منکرین
کی ناک خاک آلود کرنے کے لیے۔ کیوں کہ
ہمارے زمانے میں معدودے چند ایسے پیدا
ہو گئے ہیں جو حضرات اولیاء سے مد مانگتے

وانما اظننا الکلام فی هذا المقام
رضماً لاولف المنکرین فانہ قد حدث
فی زماننا شذوذة ینکرون الاستمداد
من الاولیاء وبقولون ما یقولون وما

للمصلی ذلک من علمان ہمد الایحیون (لمعات) کے منکر ہیں اور کہتے ہیں جو کچھ کہتے ہیں
اور انہیں اس پر کچھ علم نہیں یوں ہی اپنے سے اٹکیں رطباتے ہیں

روز قیامت تین گروہ شفاعت کریں گے انبیاء
پھر علماء پھر شہداء۔

یشفیح یوہ القیمۃ ثلثۃ
الانبیاء ثم العلماء ثم الشہداء

شفاعت

شیخ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

ان تینوں گروہوں کی تخصیص ان کے زیادت
فضل و کرامت کی وجہ سے ہے ورنہ مسلمانوں
میں سے تمام اہل خیر کے لیے شفاعت ثابت
ہے اور اس باب میں احادیث مشہورہ

تخصیص شفاعت بایں سگروہ بجمہت
زیادت فضل و کرامات ایشان است والا
ہم اہل خیر از مسلمانان را ثابت است و احادیث
مشہورہ درین باب وارد است اللغات ج ۳ ص ۴۰

وارد ہیں۔

دوسری حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ فاشقوں اور

ازیں جا معلوم می شود کہ فاشقان و

گناہگاروں نے دنیا میں اہل طاعت و تقویٰ کی اگر کوئی خدمت و امداد کی ہے تو آخرت میں اس کا نتیجہ پائیں گے اور ان کی مدد شفاعت سے بہشت میں داخل ہوں گے۔

گناہگاراں اگر خدمت و امداد دے یا اہل طاعت و تقویٰ در دنیا کردہ باشند در آخرت نتیجہ آل بیابند و بامداد شفاعت ایشان در بہشت در آمدند۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۲۵۸)

اور فرماتے ہیں۔

شفاعت کا انکار بد مذہبی و کفر امی ہے جیسا کہ خوارج اور بعض معتزلہ اس کے منکر ہیں۔

والکار شفاعت بدعت و ضلالت است چنانچہ خوارج و بعض معتزلہ ہذاں رفتہ اند (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۲۵۸)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی کے عوض ابولہب کے عذاب میں تخفیف ہوئی اور دو شنبہ کو اس سے عذاب اٹھایا گیا۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔ یہاں میلاد کرنے والوں کے لیے سند و دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی میلاد کی شب میں خوشی منائیں، اور مال خرچ کریں یعنی ابولہب جو کافر تھا جب حضور کی ولادت کی خوشی اور باندی آزادی کے لیے اسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے جزادی گئی تو مسلمان کا حال جو محبت و مرث

ابولہب بولادت محفل میلاد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کر۔ در عذاب دے تخفیف کر دو روز دو شنبہ ازوے عذاب برداشت چنانکہ در حدیث آمدہ ست دو ر این جاندا مر اہل موالید را کہ در شب میلاد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سرور کنند و بدل اموال نمایند یعنی ابولہب کہ کافر بود چون لبر و میلاد آنحضرت و بدل جاریہ دے نہ بخت آنحضرت جز ادا دہ شد تا حال مسلمان کہ مملو است بخت و سرور و بدل مال دروے چہ باشد۔

اور صرف مال سے بھرا ہوا ہے اس میں کیا ہوگا۔ مدارج النبوت دوم۔ وصل وضاحت، دوستاں را کجا کنی محروم تو کہ با دشمنان نظر داری

فاتحہ و ایصالِ ثواب

تشریح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں۔

میت کے دنیا سے جانے کے بعد سات روز تک اس کی طرف سے صدقہ کرنا مستحب ہے۔ اس کی طرف سے صدقہ کرنا اسے نفع پہنچاتا ہے۔ اس میں اہل علم کے درمیان اختلاف نہیں اس بارے میں صحیح حدیثیں وارد ہیں خصوصاً پانی اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ میت کو صرف صدقہ اور دعا پہنچتی ہے۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ میت کی روح جمعہ کی رات میں اپنے گھرائی ہے اور نظر رہتی ہے کہ اہل خانہ اس

مستحب است کہ تصدق کر دہ شود از میت بعد از رفتن او از عالم تا ہفت روز تصدق از میت نفع می کند اور ابے خلاف میان اہل علم وارد شدہ است وراں احادیث صحیحہ خصوصاً آپ و بعضی از علماء گفتہ اند کہ نمی رسد بہ میت مگر صدقہ و دعا و در بعض روایات آمدہ است کہ روح میت می آید خانہ منور را شب جمعہ پس نظر می کند کہ تصدق می کند از دے یا نہ را شفعہ للمعات باب زیادۃ البسوج (ص ۱۷۱) کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں یا نہیں۔

تکمیل الایمان میں فرماتے ہیں۔

زندوں کے مردوں کے لیے دعا کرنے اور ان کے ثواب کی نیت سے صدقہ دینے میں مردوں کے لیے بڑا فائدہ ہے۔ اس باب میں آثار و احادیث بہت ہیں۔

درد عاہائے زندگان مرد ہار او صدقہ دادن بہ نیت ثواب ایشان رانفع عظیم است مرد ہار او احادیث و آثار درین باب بسیار است تکمیل الایمان (ص ۱۷۱)

ماثبت بالسنة میں فرماتے ہیں۔

بعض متاخرین مشائخ مغرب نے فرمایا ہے کہ وہ دن جس میں اولیاء کرام بارگاہِ عزت اور علقہائے قدس میں پہنچتے ہیں اس دن میں

عرس بزرگان ذکر بعض المتاخرین من مشائخ المغرب ان الیوم الذی وصلوا الی جناب العزرة و حطائر

تمام دنوں سے زیادہ خیر و برکت اور نورانیت
کی امید ہے اور متاخرین ہی کے مستحسن بنائے
اعمال سے تو ہے۔

القدس یرجی فیہ من الخیر والبرکۃ و
النورانیۃ اکثر واوفر من سائر الایام
وانما هو من مستحسنات المتاخرین
(ما ثبت بالسنة ص ۱۴)

عرس کی حقیقت یہی ہے کہ ولی کی تاریخ وفات میں اہل اسلام جمع ہو کر دعا نذران
خوانی، صدقہ اور ایصالِ ثواب کریں اور صاحبِ قبر کے فیوض و برکات سے مستفید
ہوں اس دن کی خصوصیت کی وجہ حضرت شیخ نے نقل فرمائی
رہے منکرات اور محرمات شرعیہ تو وہ جس طرح اور تمام ایام و مقامات میں حرام
ہیں یہاں بھی حرام ہوں گے۔ بزرگوں کے پاک اعراس کو ان سے خالی رکھنا بے حد ضروری ہے

فرماتے ہیں۔

مزارات پر قبے اور عمارت بنانا

آخر زمانہ میں چونکہ عام لوگ محض ظاہر
بین رہ گئے ہیں۔ مشائخ اور صلحاء کی قبول
پر عمارت بنانے میں مصلحت دیکھ کر کچھ چیزوں
کا اضافہ کر دیا۔ تاکہ وہاں مسلمانوں اور اولیاء
اللہ کی بیعت و شوکت ظاہر ہو۔ خصوصاً
ہندوستان میں جہاں ہندو اور کفار بہت
سے دشمنان دین ہیں، ان مقامات کی بلندی
شان ظاہر کرنا کفار کے رعب اور اطاعت
کا ذریعہ ہے اور بہت سے کام پہلے مکروہ
تھے اور آخر زمانہ میں مستحب ہو گئے۔

در آخر زمان بجهت اقتصار نظر عوام
بظاہر مصلحت در تعمیر و ترویج مشاہد و
مقابر مشائخ و عظماء دیدہ چیزها افزودند تا
آن جا بیعت و شوکت اسلام و اہل صلاح
پیدا آید خصوصاً در دیار ہند کہ اعدائے
دین از ہنود و کفار بسیار اند و ترویج و
اعلاء نشان این مقامات باعث رعب
و انقیاد ایشان است و بسیار اعمال و افعال
و اوضاع کہ در زمان سلف مکروہ بودہ اند
در آخر زمان از مستحسنات گشتہ نمرح سفر السعادی

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا
 نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں۔ اسے امام
 محمد بن علی حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں
 روایت کیا ہے اور تعجب ہے کہ ان بزرگوں
 نے چراغ کی روشنی میں سایہ نہ ہونے کا ذکر
 نہ کیا اور "نور" حضور کے اسماء
 گرامی سے ایک نام ہے اور نور کا سایہ
 نہیں ہوتا۔

دور سے ندا کرنا اپنے قصیدہ نعتیہ میں عرض کرتے ہیں۔

غرابم در غم، ہجر جمالت یا رسول اللہ
 یا رسول اللہ آپ کے غم میں برباد ہوں،
 بہر صورت کہ باشد یا رسول اللہ کرم فرما
 جہاں خود نماز جمعہ سبحان زار شیدا کن
 اپنا جہاں دکھائیں اس جان زار عاشق پر زار رحم فرمائیں
 بلطف خود سر و سامان جمع بے سرو پا کن
 جیسے بھی ہو یا رسول اللہ! اپنے کرم سے نوازیں اپنی عنایت سے اس بے یار و مددگار کو سر و سامان بخشیں۔

مدارج النبوة میں رقمطراز ہیں۔

معراج جسمانی

صحیح آنت

صحیح یہ ہے کہ سرکار کی سیر گرامی اور معراج
 سب بیداری میں اور جسم اطہر کے ساتھ تھی۔
 صحابہ، تابعین ان کے بعد محدثین، فقہاء اور
 متکلمین کے جمہور علماء اسی مذہب پر ہیں۔ اس
 بارے میں صحیح اور صریح احادیث و
 اخبار وارد ہیں۔

کہ وجود اسرار و معراج ہمہ در بیداری
 و بجد بود، و جمہور علماء از صحابہ و تابعین و
 اتباع و من بعد ہم از محدثین و فقہاء متکلمین ہمیں
 اند و متواتر است بدال احادیث صحیحہ و

اخبار صریحہ (مدارج النبوة ج ۱ ص ۱۵۷)

رویت باری تعالیٰ رویت حق

دیدار الہی دنیا میں بھی ممکن ہے مگر واقع

نہیں ہے بالاتفاق ہاں حضرت سید المرسلین
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے شبِ معراج
میں دیدارِ الہی واقع و ثابت ہے۔

بسمانہ تعالیٰ در دنیا نیز ممکن ست و لیکن واقع
نہیت بہ اتفاق الاحضرت سید المرسلین را
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در شبِ معراج کہ آن
واقع است را شفع اللغات ج ۲ ص ۲۲۴

شیخ کا اصل کارنامہ یہ ہے کہ اکبری دورِ الحاد میں
جب کہ شانِ رسالت کی بے حرمتی کی جا رہی تھی اور

اعلاء شان رسالت

اسلام کی عظمتیں پامال ہو رہی تھیں۔ انہوں نے لوگوں کو مقامِ رسالت سے روشناس کیا اور
سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آداب و خصائص، اختیارات و تصرفات اور ان کی
عظمتوں کو ایک دل سونو مند اور حقیقی شناس قلم سے اپنی کتابوں میں پوری قوتِ تحریر کے ساتھ
بیان کیا۔ جس نے گم گشتگانِ راہ کو ہدایت سے ہمکنار کیا۔ اور اہل اسلام کو دینِ حق پر
استقامت بخشتی۔

رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم و محبت شیخ کی سطر سطر میں نمایاں ہے اور آج
بھی ان کے رشحاتِ قلم اس دورِ بے ادبی کے لیے شمعِ ہدایت ہیں
بیانِ شفاعت میں شیخ کی یہ سطور قابلِ ملاحظہ ہیں۔ جو ان کے جذباتِ تعظیم و عقیدت
سے لبریز ہیں۔ فرماتے ہیں۔

اور سب سے پہلے جو دروازہ شفاعت
وافر مائیں گے وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم ہونگے۔ کل ظاہر ہو گا کہ ان کو بارگاہِ
خداوندی میں کس قدر عزت و وجاہت
حاصل ہے۔ و ان کا دن ہے اور مرتبہ

داول کسے کہ فتح باب شفاعت کند
محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بود،
فردا ظاہر شود کہ اور اور در گاہِ خداوندی
چہ قدر جاہ و عزت بودہ است روز روز
اوست، و جاہ جاہ او۔

ان کا مرتبہ۔

پھر فرماتے ہیں۔

بالجملہ روزِ روزِ محمد است صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وجائے جائے دوست و مقام مقام اور دشمن سخن اور مہمان دوست۔ دیگران طفیلی اندو در قرآن مجید خطاب پروردگار و لسوف یعطیک ربک فترضی ترا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ترا اے محبت من اے محبوب من و مطلوب من! اے بندہ خاص من! چنداں نعمت و ہم در رحمت کنم کہ راضی شوی از من تا هیچ آرزو دل تو نہ شکند اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ہمہ کس رضائے من طلبند و من رضائے تو، خواہد گفت من راضی نہ شوم تا یک یک از امت من نیا مرزی۔

تکمیل الایمان ص ۲۱۲ ملخصاً

تک راضی نہ ہوں گا جب تک میرے ایک ایک امتی کی معفرت نہ فرمادے۔

اسی دیا چہ اخبار الاخبار میں عظمت مصطفیٰ علیہ التیمۃ والنبا اور مقام سید المرسل صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے ہوئے ان کے حسنِ محبت اور صلاحیت اعتقاد کا عالم قابل دید ہے۔ فرماتے ہیں۔

ہم چنان کہ شکر و سپاس خالق موجودات از حیطر امکان و احاطہ انسان بیرون است مدح و ثنائے سید کائنات از مجال شرح

جس طرح خالق موجودات کا شکر ادا کرنا دائر امکان اور قدرت انسان سے باہر ہے اسی طرح سید کائنات علیہ الصلوٰت والتیمات

حاصل یہ ہے کہ دن محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دن ہے اور جان کی جا ہے اور مقام ان کا مقام اور بات ان کی بات وہ مہمان ہیں اور تمام اہل محشر طفیلی۔ قرآن مجید میں خطاب ہوتا ہے و لسوف یعطیک ربک فترضی تمہیں اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، تمہیں اے میرے محب! اے میرے محبوب و مطلوب! اے میرے بندہ خاص! اتنی نعمت دوں گا اور اتنی رحمت سے نوازوں گا کہ تم مجھ سے راضی ہو جاؤ۔ کسی آرزو و تمنائے تمہارا دل شکستہ نہ ہو۔ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، سب میری رضا کے طالب ہیں اور ہیں تمہاری رضا کا عرض کریں گے میں اس وقت

دبیان افزودن =

کی مدح و ثنا وقت شرح دبیان سے فرزوں تر۔

اور از خدا و ہر چیز او منتہی از او

خیر الوری امام رسل، منظر اتم

بہترین خلق پیشوائے رسولاں، ذات خدا کے منظر اکمل وہ تو خدا سے اور سب کا منتہی ان کی ذات -

جاں جملہ عالم و حق جاں شمار

وہ سارے عالم کی جان اور حق کو جان جاں سمجھوان کے واسطے کے بغیر خدا کے طالب نہ بنو -

پھر ان کی بلاغت، عقیدت اور اکرام و جلال کے موتی بجا نظم دیکھیں۔

ابتدائیں باعث تخلیق عالم انہا میں ذریعہ

ہدایت نبی آدم، باطن میں روحوں کے تربیت

فرمان ظاہر میں جسموں کے تکمیل کار، باطل مذہبوں

اور حکومتوں کے ارکان شکن، دوسرے مذاہب

و ملل کے احکام منسوخ فرمانیوالے، انگشتری

وجود کے نچینہ، معرفت و شہود کے نقش، حجرہ

آسمان کے انعکاف نشینوں کا مقصود آبادی

زمین کے اہل سلوک کا مطلوب، اخلاقی خرمیوں

کے منتظم۔ کاملان عالم کے تکمیل کار، وجود و

عدم کی منزلوں کے درمیانی رابطہ، حدوث و قدم

کے سمندروں کے درمیانی واسطہ، نسخہ

امکان و وجوب کے جامع، طالب و مطلوب

کے رابطہ، مصدقیت کے عزیز، حکومت

احدیت کے سلطان، حقیقت فردانی کے

پرتو، صورت رحمانی کے منظر غیب لاہوتی

در اول باعث خلقت عالم است، اور

آخر واسطہ ہدایت نبی آدم، در باطن مربی

ارواح و در ظاہر متمم اشباح کا سر ارکان

اوپان و دول، ناسخ احکام ملل و محل، نفس

خاتم وجود نقش معرفت و شہود، مقصود

متکفان مقصودہ افلاک مقصد سالکان

معمورہ خاک، بہتم مکارم اخلاق، مکمل

کاملان آفاق، حاجز منزلین وجود و عدم

برزخ بحرین حدوث و قدم، جامع نسخہ امکان

و وجوب، موجب رابطہ، طالب و مطلوب

عزیز مصدقیت، ملک مملکت احدیت

منظر حقیقت فردانیت، منظر صورت رحمانیت

سرکتوم غیب لاہوت، طلسم معلوم کنج جبروت

مروح ارواح ملکوتیہ، مزین اشباح ناسوتیہ

ہدایت خط ولایت، نہایت دائرہ نبوت

منظہر اتم، رحمتِ اعم، عقلِ اولِ ترجمانِ ازل
 نورِ الانوار، سرِ اسرار، ہادیِ بل، سیدِ رسل
 نورِ الہی، سرِ الہی، حبیبِ اعلیٰ، صغیٰ اصغیٰ،
 محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 مخلوق کے وجودِ اول، ازل کے ترجمان، نوردوں کے نور، رازوں کے راز، حقِ راستوں کے ہادی
 رسولوں کے سردار، نورِ حق، رازِ حق، محبوبِ بالا، سب سے پاکیزہ انتخاب محمد مصطفیٰ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم ہے

سیدِ رسل، شفیعِ اتم، خواجہ دو کون
 رسولوں کے سردار، امتوں کے شفاعت فرما، دونوں جہان کے آقا، ہدایت کے نورِ خدا کے محبوب، مخلوق کے سردار
 مقصود ذاتِ اوست و گرامہ طفیل
 منظور نورِ اوست و گرامہ طفیل
 معصومان کی ذات ہے۔ باقی سب طفیل
 ہر مرتبہ کہ بود در امکانِ بردستِ ختم
 نمایاں ان کا نور ہے باقی سب تاریکی
 امکان کا ہر مرتبہ ان پر ختم ہے
 ہر نعمتے کہ داشت خدا برو شد تمام
 اور خدا کی ہر نعمت ان پر تمام
 (اخیر الاخیار ص ۴)

حضرت شیخ سرور کائنات علیہ الصلوٰت والتیجات کو مظہر ذاتِ خدا، مصدرِ علمِ موجودات
 اور منبعِ تمام فیوض و برکات مانتے ہیں، مدارجِ النبوة میں اپنے نظریات بڑی صلابت اور
 پختگی کے ساتھ تحریر فرماتے ہیں۔

انبیاءِ کرام اللہ کے اسماء ذاتیہ سے پیدا ہیں،
 اور اولیاءِ اسماءِ صفاتیہ سے، باقی کائناتِ صفات
 فعلیہ، سیدِ رسل، مخلوق است از ذاتِ حق،
 و ظہورِ حق درو سے بالذات است پس انبیاء
 انبیاءِ کرام اللہ کے اسماء ذاتیہ سے پیدا ہیں،
 اور اولیاءِ اسماءِ صفاتیہ سے، باقی کائناتِ صفات
 ذاتِ حق سے پیدا ہیں۔ ان میں خدا کا ظہور بالذات

ہے۔ تو انبیاء و اولیاء علیہم صلوات اللہ وسلامہ
اسماء و صفات کے منظر ہوئے اور محمد صلی اللہ
علیہ وسلم پر توذات۔

و اولیاء علیہم صلوات اللہ وسلامہ منظر اسماء
و صفات گشتند و محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منظر
ذات (مدارج النبوة ص ۶۹ و ص ۶۱ ملخصاً)

اور فرماتے ہیں۔

تو حقیقت محمدی تمام موجودات کا سرچشمہ،
سب کا منبع و مبدأ اور تمام فیوض و برکات کا
واسطہ ہے۔ تو اگر کسی کو کوئی نمایاں کمال حاصل
ہو تو ان ہی کی طرف راجع، اور انہیں کے
تابع ہوگا۔

پس حقیقت محمدی مصدر جمیع موجودات
و مبدأ و واسطہ تمام فیوض و برکات است
پس اگر مستحق شود یکے یکمالے ازاں کمالات
مشار ایہا معطوف خواہد بود بروے و تابع
خواہد گشت مراد (مدارج النبوة ص ۶۱)

دیباچہ میں فرماتے ہیں۔

وہ اول اور آخر اور ظاہر اور باطن ہے۔
اور وہ سرچشمہ کا جاننے والا ہے۔ یہ اعجاز
نشان کلمات خدائے تعالیٰ کی حمد و ثناء پر
بھی مشتمل ہیں جن سے قرآن مجید میں انہی کبریائی
کا خطبہ پڑھا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی نعت و صفت کو بھی متضمن ہیں کہ اللہ تعالیٰ
نے حضور کے یہ نام و صفات رکھے اور وحی متلو
و غیر متلو قرآن و حدیث میں کتنے اسماء حسنہ
اللہ تعالیٰ کے ایسے ہیں کہ اپنے حبیب کو بھی
ان سے موسوم فرمایا، اور ان کے جمال و کمال
کا زیور بنایا۔ اگرچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

هو الاول والاخر والظاهر والباطن و
هو بكل شئی علیہ۔ اس کلمات اعجاز سات
ہمہ مثل بر حمد و ثنائے الہی است، تعالیٰ و
تقدس کہ در کتاب مجید خطبہ کبریائی خود بدایں
خواندہ، وہم متضمن نعت و وصف حضرت
رسالت پناہی ست صلی اللہ علیہ وسلم کہ رے
بجانہ اور ابدال تسمیہ و توصیف نمودہ،
و چندیں اسماء حسنہ جل شانہ است کہ در
وحی متلو و غیرہ متلو حبیب خود را بدان نامیدہ
و جلیہ جمال و علی کمال وے ساختہ، اگرچہ
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام اسماء

وصفات الہی متملک و متصف است باوجود
 آل بہ بعضے ازاں بخصوص نامزد و نامور گشتہ
 است مثل نور حق، علیم، حکیم، مومن، ہسین،
 ولی، ہادی، رؤف، رحیم، و جز آل۔ و ایں
 چہار اسم اول و آخر، ظاہر و باطن نیز ازاں
 قبیل است۔ (مدراج النبوة ص ۱۷)

تمام صفات و اسماء الہی سے متصف ہیں،
 پھر بھی بعض اسماء و صفات سے خاص طور
 پر نامزد اور مشہور ہیں جیسے نور، حق، علیم، حکیم،
 مومن، ہسین، ولی، ہادی، رؤف، رحیم وغیرہ
 اور یہ چاروں نام اول و آخر ظاہر و باطن بھی
 اسی قبیل سے ہیں۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شبِ معراج دیدار الہی سے شرفیاب ہوئے۔
 اس پر احادیث، دلائل فریقین اور علماء کراچ مسلک تحریر فرمانے کے بعد اپنے وجدان، اور
 عقل و بصیرت کا ایمانی فیصلہ تحریر فرماتے ہیں۔ بندۂ ناپسند عبدالحق بن سیف الدین اللہ تعالیٰ
 گفت بندۂ مسکین عبدالحق بن سیف الدین
 خصہ اللہ بزمید الصدق والیقین کہ کلام علماء
 نظربہ دلائل و آثار و اخبار ہچنان ست کہ مذکور
 شد، اما ایں مقدار خلجان می کند کہ معراج اتم
 مقامات و اقصی کمالات آنحضرت بود صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کہ پہنچ یکے از انبیاء در انجا با
 وے شرکت نہ بود، و پہنچ بشرے و ملکہ را گنجائش
 آن مقام نہ پس عجب است کہ در آن مقام
 یرند و در خلوت خاص در آرد و با علی مطلب
 واقسی مآلت کہ دیدار است مشرف نگر
 دانند و آنحضرت بایں معنی راضی باشد اگرچہ
 بکمال بندگی و ادب و سطوت کبریائی حق

اُسے مزید صدق و یقین سے نوازے، کہنا ہے
 کہ دلائل اور آثار و احادیث پر نظر کرتے ہوئے
 علماء کے کلام اس طرح ہیں جیسا کہ ذکر ہوا لیکن
 اتنا خلجان رہ جاتا ہے کہ معراج آنحضرت
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کامل ترین مقام اور
 بعید الحصول کمال تھا، کہ اس مقام و کمال میں
 کوئی نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک
 نہیں، اور نہ ہی کسی انسان یا فرشتہ کی اس
 مقام تک رسائی پس تعجب نیز امر ہے کہ
 اس مقام میں لے جائیں۔ خلوت خاص میں
 بلائیں اور سب سے اعلیٰ و اقصیٰ مطلوب و
 مقصود، "دیدار" سے مشرف نہ فرمائیں اور

اور ابریں دارد کہ سوال تو اند کرد، و از
ذوق کلام مست گشته انبساط نماید طلب دیدار
نہ کند چنانکہ موسیٰ علیہ السلام کرد۔ اما کمال
محبت و محبوبیت کہ با جناب اقدس دارد کجا
می گزارد کہ حجابے مانند مدارج ص ۱۳۱

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بات پر راضی بھی
رہیں، اگرچہ کمال بندگی و ادب اور سبطت
کبریائی کی بنا پر خدا انہیں اسی حال پر رکھے کہ
سوال نہ کریں اور ذوق کلام سے مست ہو کر
مسرور ہو جائیں اور طلب دیدار نہ کریں۔

جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیا۔ لیکن کمال محبت و محبوبیت جو حضور کو رب کی جناب
اقدس میں حاصل ہے کب اس حال پر چھوڑے گا کہ کوئی حجاب باقی رہ جائے۔

عظمت مصطفیٰ علیہ التحیۃ و التناء سے متعلق شیخ کے کلمات و عبارات کا احصا انتہائی مشکل
ہے۔ ہر کتاب میں تعظیم و اجلال اور ادب و محبت کے شواہد و آثار نمایاں ہیں۔ ذوق مطالعہ
رہنمائی کر سکتا ہے۔

بہر حال شیخ نے اس وقت کے بگڑے ماحول میں عظمت رسالت سے اہل عالم کو روشناس
کر کے ایسی عظیم خدمت انجام دی ہے جو رہتی دنیا تک ان کے نمایاں تجدیدی و اصلاحی کارناموں
میں شمار کی جائے گی۔

شیخ کو تمام اولیاء کرام سے عقیدت و محبت ہے مگر سیدنا غوث
اعظم رضی اللہ عنہ سے انہیں گہری اور بے پناہ عقیدت تھی۔

سمرکارِ غوثیت

حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے حالات میں انہوں نے زبدۃ الآثار تصنیف فرمائی۔ جو

بہجۃ الاسرار شریف کی تلخیص ہے۔ پھر فارسی میں خود ہی اس کا ترجمہ بھی فرمایا۔

اخبار الاخیار شریف کے خاتمہ میں بارگاہِ غوثیت ان کی نظر عقیدت ملاحظہ ہو۔

اگر دیگر اقطاب اند و اقطاب
است و اگر ایشاں سلاطین، او سلطان
اگر دوسرے اولیاء قطب ہیں تو وہ قطبوں کے
قطب اور اگر یہ بادشاہ ہیں تو وہ بادشاہوں
کے بادشاہ محی الدین کہ دین اسلام کو زندہ

گردائید، ملت کفر را بمیرائید کہ الشیخ
یحییٰ دمیث۔

فرمایا۔ ملت کفر موت کے گھاٹ اتاری کہ شیخ
جلاتا مارتا ہے۔ خوشامرتبہ کہ ایجاودین خدائے
حی و قیوم سے ہے اور اچھائے دین ان سے
غوث الثقلین اسے کہتے ہیں جس کی جن و
انس سب پناہ لیں بندہ بچیں نے بھی ان
ہی کی پناہ لی ہے اور انہیں کی بارگاہ پر پڑا
ہوا ہے۔ میرا ان کی عنایت کے سوا کوئی
نہیں اور نہ ان کے کرم کے بغیر کوئی فریادرس۔

زہے مرتبہ کہ ایجاودین ازحی قیوم
است و اچھا از دوسے غوث الثقلین ان را
گوئند کہ جن و انس ہمہ بوسے پناہ جوئیدہن
بے کس نیز پناہ با وجہ تمام، و بردر گاہ اوقاد
مراجز عنایت او کس نیست و بغیر لطف او
فریادرس نے۔

اگے فرماتے ہیں

اوست در جملہ اولیاء ممتاز
وہ ہیں تمام اولیاء میں ممتاز
چوں پیمبر در انبیاء ممتاز
جیسے ہمارے پیغمبر تمام انبیاء میں ممتاز

(راخبار الاخبار ص ۳۱۵)

بارگاہِ غوثیت سے اپنی عقیدت کا اظہار دوسری تصنیفات میں بھی طرح طرح فرمایا
ہے اپنے نام کے ساتھ قادری لکھا کرتے تھے۔ جب کہ دیگر سلاسل میں بھی ان کو بیعت و
خلافت حاصل تھی۔

مضو غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب "فتوح الغیب" کی شیخ نے فارسی میں
شرح کی ہے۔ مگر شرح میں اپنا مقدمہ یا نام تحریر نہ فرمایا۔
بلکہ فرماتے ہیں۔

"ذکر نام این حقیر چہ حد و مجال کہ دریں
مقام تو اں برد" (شرح فتوح الغیب خانہ ص ۴۲)
کیا جرات و طاقت کہ اس حقیر کا نام اس مقام
میں ذکر ہو سکے۔

اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ بارگاہِ غوثیت میں ان کے کمالِ احترام و عقیدت کا

کیا مال تھا۔ ۶
ہم نے مختلف مسائل میں شیخ کے عقائد و نظریات تحریر کر دیئے۔ جن سے شیخ کا
موقف اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے۔ مزید تفصیل اور دوسرے تمام مسائل میں ان کے
نظریات معلوم کرنے کے لیے "تکمیل الایمان" کا مطالعہ مفید ہوگا۔ اس کا اردو ترجمہ
پاک دہند میں شائع ہو چکا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا
محمد و علی آلہ و صحبہ و انبہ و حزبہ اجمعین

۵۸
مطبوعہ عام مرکزی مجلس اُصناف (جسٹریٹ) لاہور

۱۔ تجلی المشکوٰۃ از اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا بریلوی (قدس سرہ)

۲۔ فضل بریلوی اور ترک مولات از پروفیسر محمد مسعود احمد ایم اے پی ایچ ڈی

۳۔ اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام از مولانا عبد الحکیم خان اختر شاہجہان پوری

۴۔ سراج السراج الفقہاء از مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری

۵۔ پیغاماتِ یومِ رضا ترتیب الحاج مقبول احمد قادری ضیائی

۶۔ فضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں از پروفیسر محمد مسعود احمد

۷۔ مولانا احمد رضا کی نعتیہ شاعری از ملک شیر محمد خان اعوان

۸۔ المجمل المعداد لتالیفات المجدد از ملک العلماء محمد ظفر الدین بہاری (خلیفہ اعلیٰ حضرت)

۹۔ فضل بریلوی کا فقہی مقام از مولانا غلام رسول سعیدی

۱۰۔ محاسن کنز الایمان از ملک شیر محمد خان اعوان

۵۹
۱۱۔ اعلیٰ حضرت کی شاعری پر ایک نظر از سید نور محمد قادری

۱۲۔ فضائل و رُود و سلام از مولانا محمد سعید شبلی قادری نقشبندی

۱۳۔ تمہید ایمان از امام احمد رضا بریلوی (قدس سرہ)

۱۴۔ اجلی الاعلام ان الفتویٰ مطلقاً علی قول الامام ^{مہربانی} از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی (قدس سرہ)

۱۵۔ ضیائے کنز الایمان از مولانا غلام رسول سعیدی

۱۶۔ عاشق رسول از پروفیسر ڈاکٹر محمد مستود احمد

۱۷۔ اذکار حبیب رضا از مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری علیہ الرحمۃ

۱۸۔ ڈیو این ویلیوز آف اسلام (انگریزی) از مولانا عبدالستار خان نیازی مدظلہ العالی
DIVINE VALUES OF ISLAM

۱۹۔ مولانا احمد رضا کا نعتیہ شاعری میں منصب از شاعر لکھنوی

۲۰۔ فاضل بریلوی کے معاشی نکات جدید معاشیات کے آئینہ میں از پروفیسر رفیع الدین صدیقی

۲۱۔ سات تارے از حکیم محمد حسین بدر

۲۲۔ الفضل الموبہبی از اعلیٰ حضرت بریلوی۔ مترجم عربی مولانا افتخار احمد صاحب

۲۳۔ امام احمد رضا اور علم حدیث از مولانا ابوالصالح محمد فیض احمد ادیبی

از مقبول جہانگیر

۲۴۔ مولانا احمد رضا بریلوی سندھی مترجم سندھی مولانا عبدالمصطفیٰ گلزار حسین قادری ایم اے

۲۵۔ مشرق کا ایک فراموش کردہ نابغہ از پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد ایم اے پی ایچ ڈی
NEGLECTED GENIUS OF THE EAST

۲۶۔ اصح المطالب فی شعب ابی طالب از مولانا محمد سعید شبلی نقشبندی قادری

از حضرت شاہ احمد سعید نقشبندی، مجددی
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۲۷۔ اثبات المولد والقیام

۲۸۔ فضائل درود و سلام از مفتی عنایت احمد کاکوردی رحمۃ اللہ علیہ

۲۹۔ رسالہ فی علم الجفر (عربی) از امام احمد رضا خان بریلوی (قدس سرہ)

۳۰۔ معین مبین بہر دور شمس و سکون زمین از امام احمد رضا بریلوی (قدس سرہ)

۳۱۔ چالیس ارشادات امام ربانی از علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

۳۲۔ احادیث مبارکہ از عبدالحکیم قاضی ایم اے

۳۳۔ خطبات یوم رضا مرتب محمد عالم منہار حق

۳۴۔ اکرام امام احمد رضا از مفتی محمد برہان الحق

(مترجم پشتو)
۳۵۔ تمہید ایمان از امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

(مترجم پشتو)
۳۶۔ الحق المبین از علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی

۳۷۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی از مولانا محمد عارف اللہ خاں مصباحی

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مرکزی مجلسِ رضا (رجسٹرڈ) لاہور
اب تک ۳۷ مختلف کتب کے متعدد ایڈیشن طبع کر کے مفت تقسیم کر
چکی ہے۔ جن کی کل تعداد دو لاکھ کے قریب ہو چکی ہے۔

نوٹ: مرکزی مجلسِ رضا کی جملہ کتب بلا قیمت ہونے کی وجہ سے چھپتے ہی تقسیم ہو
جاتی ہیں۔ لہذا ہر وقت سب کتابیں موجود نہیں ہوتیں شائقینِ جوابی کارڈ بھیج کر دریافت
فرمایا کریں کہ فلاں کتاب موجود ہے یا نہیں کتابیں منگوانے کے لئے ڈاک ٹکٹ ضرور ارسال
فرمایا کریں۔

محمد مقبول احمد قادری

بعضو امام احمد رضا

عاصم صہبائی کے خراج عقیدت

صنعت توشیح میں

و۔ اے چراغِ راہ و منزل! صاحبِ عرفان ہے تو
 م۔ محفلِ رشد و ہدایت کی ہے تو روحِ رواں
 و۔ اک اوائے روح پروردگار کو نوائے سرمدی
 م۔ مرحبا صد مرحبا اے رہبرِ اسلامیوں!
 و۔ ارتقائے دین برحق کلمے اک سیلابِ نور
 ح۔ حکمت و دانش کا اک مینارِ تابندہ جیس
 م۔ منبعِ علم و عمل ہے چشمہ فیضِ آنسریں
 و۔ داستانِ جبرأت و ایثار تجھ سے سر بلند
 ر۔ راستے پر نور تیری سیرت و کردار سے
 ض۔ ضامنِ قرآن، حدیثِ رحمتِ عالم کا فیض
 و۔ امتِ خیر الامم کا نور جانِ حق رسا
 خ۔ خاک کے ذرے ترے قدموں سے رفعت آشنا
 و۔ اب بھی تیرے فیض کا جاری ہے چشمہ چار سو
 ن۔ نام سے تیرے ملا ہے فیضِ عاصم کو یہاں

ن۔ نازشِ فکر رسا ہے آریہ ایماں ہے تو
 و۔ ارمغانِ زندگی تو، عزمِ عالی شان ہے تو
 خ۔ خواجہ کونین کی امت کا پشتِ باں ہے تو
 و۔ اسوہ ختمِ ارساں کا اک جلی عنوان ہے تو
 ض۔ ضربِ "اسد اللہ" کی اک تیغِ بے پایاں ہے تو
 ر۔ رہبرِ فرزانہ ہے سرمایہٴ ایقان ہے تو
 و۔ درمیانِ حق و باطل اک حصارِ جاں ہے تو
 م۔ معرکہٴ زندگی میں بوئے گل افشاں ہے تو
 ح۔ حادثاتِ وقت میں اک جوئے نعمہ خواں ہے تو
 و۔ ادویائے دین کا اک گوہرِ تاباں ہے تو
 م۔ معشرِ شام و سحر میں سورہٴ رحماں ہے تو
 ا۔ اے سراپا شہرِ ایمان و دین کا سماں ہے تو
 م۔ موت جس سے ہے گریزاں وہ نواسماں ہے تو
 اے مرے مرشد مری دھڑکن مرا ارماں ہے تو

مخانب: فقیرِ راہ نشین

عاصم صہبائی، دومی منزل، تلوارہ مغلاں سیالکوٹ

جولائی ۱۹۷۱ء

اعزازی عہدہ داران

مرکزی مجلس رضی اللہ عنہم

- پیر سید محمد حسن شاہ گیلانی ————— سرپرست
- حکیم محمد موسیٰ امرت سہری ————— بانی و صدر
- میال زبیر احمد قادری ————— نائب صدر
- چودھری رحمت علی نقشبندی ————— ناظم
- جناب ظہور الدین خاں ————— نائب ناظم
- الحاج محمد مقبول احمد قادری ————— خازن
- قاضی صلاح الدین قادری ————— ناظم دفتر

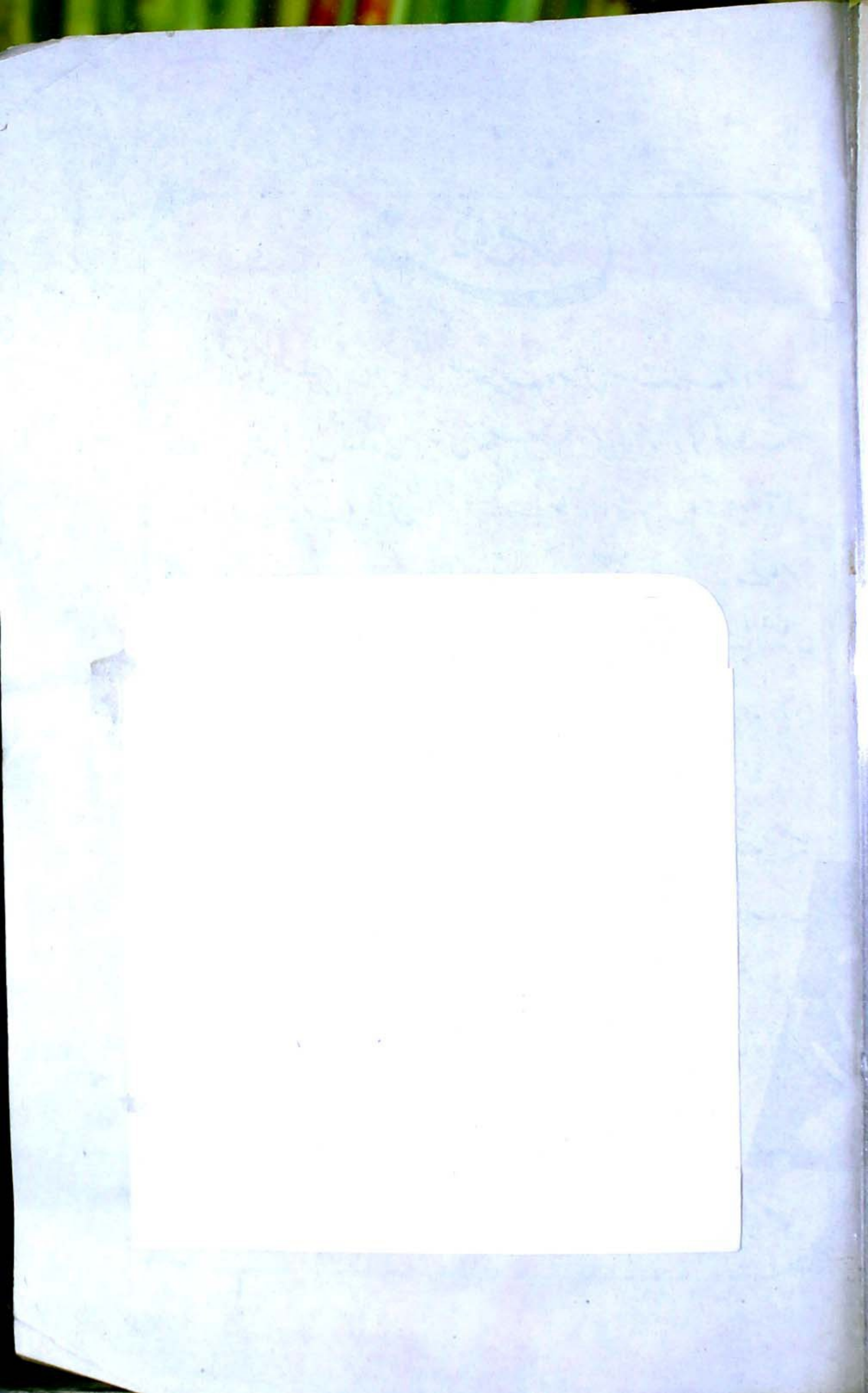


دعوت

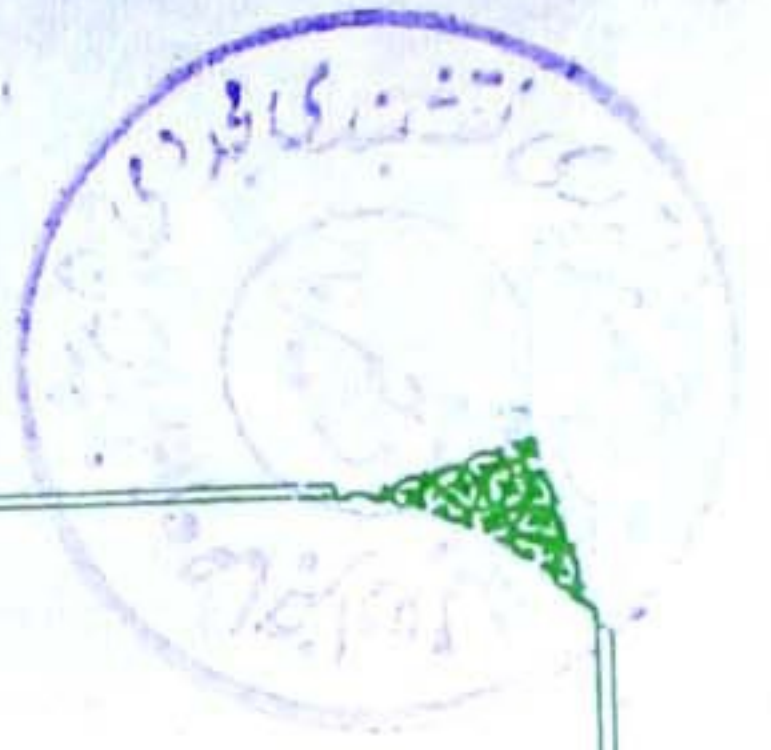
مرکزی مجلس رضا لاہور (جسٹوڈ)

عجلاً دملت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اکابر
اہلسنت کے مشن کی ترویج و اشاعت کے سلسلے میں جو گراں قدر خدمات سرانجام
دے رہی ہے۔ آپ اس سے بخوبی متعارف ہیں۔
آپ بھی مجلس کے وسیع تر پروگرام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے
مجلس کے ممبر بنیں۔

فارم رکنیت مجلس کے دفتر
سے طلب فرمائیں



رضایوم

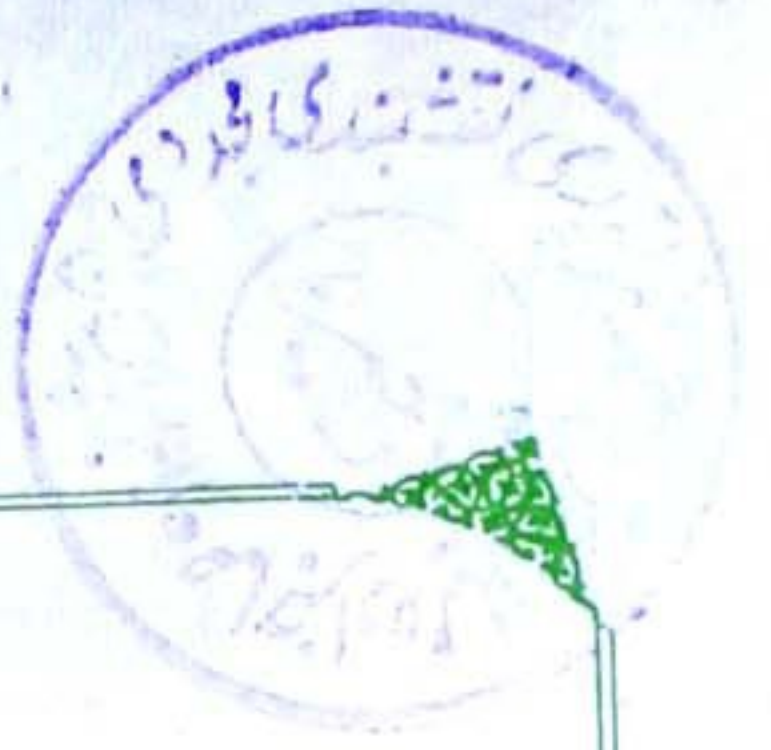


مرکزی مجلسِ رضایاہور، اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجددِ ملت
شاہ احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ کی علمی دینی اور ملی خدماتِ جلیلہ
کے تعارف کیلئے کتب و رسائل شائع کرنے کے ساتھ ساتھ ہر سال آپ کے یومِ رضال
(عرس مبارک) کے موقع پر جلسہ یومِ رضا کا انعقاد کرتی ہے جس میں ملک کے نامور
علماء، فضلا اور دانشور حضرات چودھویں صدی کے مجدد کی عظیم علمی خدمات اور مثال
تجدیدی کارناموں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ یہ روح پرور تقریب جامع مسجد نوری
بالمقابل ریلوے اسٹیشن لاہور منعقد ہوتی ہے۔

ازیں علاوہ مرکزی مجلسِ رضایاہور کی طرف سے ملک کے گوشے گوشے میں جلسہ
ہائے یومِ رضا منعقد کرنے کی ہر سال اپیل کی جاتی ہے اس تحریک سے ملک کے
اکثر مقامات پر یومِ رضا منایا جانے لگا ہے مگر ہم اس میں مزید وسعت کے خواہاں
ہیں لہذا علماء کرام اور اہل سنت کی انجمنوں سے اپیل ہے کہ وہ یومِ رضا کو وسیع
پیمانے پر منانے کا اہتمام کیا کریں۔

الداعی حکیم محمد موسیٰ امرتسری صاحبِ مرکزی مجلسِ رضایاہور

رضایوم



مرکزی مجلسِ رضایاہور، اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجددِ ملت
شاہ احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ کی علمی دینی اور ملی خدماتِ جلیلہ
کے تعارف کیلئے کتب و رسائل شائع کرنے کے ساتھ ساتھ ہر سال آپ کے یومِ رضال
(عرس مبارک) کے موقع پر جلسہ یومِ رضا کا انعقاد کرتی ہے جس میں ملک کے نامور
علماء، فضلا اور دانشور حضرات چودھویں صدی کے مجدد کی عظیم علمی خدمات اور مثال
تجدیدی کارناموں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ یہ روح پرور تقریب جامع مسجد نوری
بالمقابل ریلوے اسٹیشن لاہور منعقد ہوتی ہے۔

ازیں علاوہ مرکزی مجلسِ رضایاہور کی طرف سے ملک کے گوشے گوشے میں جلسہ
ہائے یومِ رضا منعقد کرنے کی ہر سال اپیل کی جاتی ہے اس تحریک سے ملک کے
اکثر مقامات پر یومِ رضا منایا جانے لگا ہے مگر ہم اس میں مزید وسعت کے خواہاں
ہیں لہذا علماء کرام اور اہل سنت کی انجمنوں سے اپیل ہے کہ وہ یومِ رضا کو وسیع
پیمانے پر منانے کا اہتمام کیا کریں۔

الداعی حکیم محمد موسیٰ امرتسری صاحبِ مرکزِ مجلسِ رضایاہور